عِلمُ المِیراث ﴿مختصراً﴾

Islamic Laws of Inheritance- Hanafi [Urdu Version]

A Short Summary of the book: As Sirajee Fil Meerath

Compiled By:

﴿أبُو اللّیث مُحمّد طاہر بن عبدُ الرّحیم قَادری﴾

جامعۃ النور۔ کراتشی

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

Jaamiat un Noor

Noor Masjid , Kaghzi Bazar, Karachi

tahir.razavi@gmail.com

تعارف (Introduction)

علم میراث سے متعلق چند بنیادی باتیں

وراثت کے تعلق سے کچھ تاریخی پس منظر

- اسلام سے پہلے ورثاء کے کیا حقوق تھے ؟
- اسلام نے کیا حقوق مقرر کئے ؟
- موجودہ زمانے میں مسلمانوں کا طرز عمل کیا ہے ؟

اسلام سے پہلے ورثاء کے کیا حقوق تھے ؟

- میراث کی تقسیم میں دنیا کی مختلف قوموں میں مختلف طریقے رائج رہے ہیں۔
- جیسے جاہلیتِ عرب کے لوگ عورتوں اور بچوں کو میراث کے مال سے محروم رکھتے تھے۔
- ان میں جو زیادہ طاقت ور اور بااثر ہوتا، وہ کسی تامل کے بغیر ساری میراث سمیٹ لیتا اور کمزوروں کا حصہ چھین لیتا۔
- جبکہ برصغیر کی قومیں اور دیگر علاقوں کے لوگ عورتوں کو حصہ بالکل نہ دیتے تھے۔
- یہ سب طریقے اعتدال سے دور اور عدل وانصاف کے تقاضوں کے خلاف تھے۔

اسلامی نظامِ وراثت کا امتیاز

- دینِ اسلام کا یہ اعزاز ہے کہ اس نے جہاں دیگر معاملات میں افراط و تفریط کو ختم کیا وہیں "تقسیمِ میراث" کے معاملے میں بہترین طریقہ عطا فرمایا۔
- محروموں کو حق دیا اور جابروں کو ان کی حدود میں رکھا اور ہر ایک کو اس کے مناسب حصہ عطا فرمادیا جیسے بطورِ خاص عورتوں اور یتیم بچوں کے حوالے سے خصوصی احکامات دیئے۔
- عورتوں اور بچوں کو وراثت سے حصہ نہ دینے کی رسم کو باطل کرتے ہوئے قرآنِ مجید نے مرد و عورت میں سے ہر ایک کو اسکے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ملِ وراثت میں حصہ دار قرار دیا ہے۔
- اور خاص طور پر یتیم بچوں کے مال کی حفاظت کرنے، بوقتِ ضرورت انہیں ان کا مال دیدینے اور ان کے مال میں ہر قسم کی خیانت سے بچنے کا نہایت تاکیدی حکم دیا، اور انکا مال کھانے کو اپنے پیٹ میں آگ بھرنا قرار دیتے ہوئے جہنم میں جانے کا سبب قرار دیا ہے۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

موجودہ زمانے میں مسلمانوں کا طرزِ عمل کیا ہے؟

نہایت افسوس ہے کہ مسلمانوں میں کثرت سے دیگر مالی معاملات کی طرح وراثت کی تقسیم کے حکمِ قرآنی میں بھی بڑی کوتاہیاں واقع ہو رہی ہیں، گویا میراث کی تقسیم میں جو ظلم اور اِفراط و تفریط دینِ اسلام سے پہلے دنیا میں پایا جاتا تھا وہی آج مختلف صورتوں میں مسلمانوں کے اندر بھی پایا جارہا ہے، جیسے:

- دُنیَوی رنجشوں اور ناراضیوں کی بنا پر بہت سے لوگ یہ وصیت کر کے مرتے ہیں کہ میرے مال میں سے فلاں کو ایک پائی تک نہ دی جائے، حالانکہ شرعی طور پر وہ اس کے مال کا حق دار ہوتا ہے۔
- یونہی بہت جگہ ان بیوہ عورتوں کو شوہر کی وراثت سے محروم کردیا جاتا ہے جو دوسری شادی کر لیں۔
- جبکہ بہت سی جگہوں پر بطورِ ظلم یتیم بچوں کا ملِ وراثت چچا، تایا وغیرہ کے ظلم و ستم کا شکار ہو جاتا ہے۔
- بہت سی صورتوں میں بہنوں یا بھائیوں یا نانی، دادی، دادا کا وراثت میں حصہ بن رہا ہوتا ہے لیکن لاعلمی کی وجہ سے نہیں دیا جاتا اور یونہی ماں کا حصہ بنتا ہے لیکن غفلت کی وجہ سے نہیں دیا جاتا جبکہ ظلماً نہ دینا تو واضح ہی ہے۔
- بعض اوقات یہ غفلت برتی جاتی ہے کہ جائز ایصالِ ثواب وغیرہا اُمور پر ہونے والے اخراجات میت کے چھوڑے ہوئے مال سے کئے جاتے ہیں اور اس کے وارثوں میں یتیم اور نابالغ بچے بھی ہوتے ہیں اور ان کے حصے سے بھی وہ اخراجات لئے جاتے ہیں، حالانکہ یتیموں یا دیگر نابالغ ورثاء کے حصے سے یہ کھانے پکا کر لوگوں کو کھلانا ناجائز و حرام ہے
- ایک اور غفلت، باپ کی دوسری بیوی کو حصہ نہ دینا ہے۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

مجھے علم المیراث کیوں سیکھنا چاہیے؟

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

١

وراثت کی تقسیم واضح حکم قرانی ہے۔

سورۃ النساء میں اس کے احکامات کے ساتھ جو تاکید آئی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں:

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ ـ ـ ـ ـ فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾
اللہ (عزوجل) تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں۔
یہ حصہ باندھا ہوا ہے۔ اللہ (عزوجل) کی طرف سے بے شک اللہ (عزوجل) علم والا حکمت والا ہے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٣﴾
یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے، اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

وراثت میں ہر وارث کو اس کا حق دینا کتنا ضروری ہے اس کا اندازہ سورۃ النساء کی اِس رکوع میں بیان کردہ چیزوں سے لگائیں :

(1) ...شروع میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وراثت تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے۔

(2) ...رکوع کے آخر میں فرمایا کہ وراثت کے احکام اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جنہیں توڑنے کی اجازت نہیں۔

(3) ...جو وراثت کو کَمَاحَقُّہٗ تقسیم کرکے اطاعتِ الٰہی کرے گا اور حدودِ الٰہی کی پاسداری کرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت کے باغوں میں داخل ہو گا۔

(4) ...جو وراثت میں دوسرے کا حق مارے گا اور حدودِ الٰہی کو توڑے گا وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا نافرمان ہے۔

(5) ...ایسا شخص جہنم کی بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا۔

(6) ...اور جو شخص وراثت کے ان احکام کو مانتا ہی نہیں اور اس وجہ سے عمل بھی نہیں کرتا وہ تو ہمیشہ کیلئے جہنم میں جائے گا اور اس کیلئے رسوا کن عذاب ہے۔

٢

ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خواہش و حکم اور صحابہ کی سیرت کی پیروی

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے امّت کو حکم ارشاد فرمایا:

ورواه الدارمي عن ابن مسعود بلفظ: تعلموا العلم وعلموه الناس، تعلموا الفرائض وعلموه الناس، تعلموا القرآن وعلموه الناس، فإني أمرؤ مقبوض، والعلم سيقبض وتظهر الفتن حتى يختلف اثنان في فريضة لا يجدان أحداً يفصل بينهما.

دارمی سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: **علم الفرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ**، اِس لئے کہ میں اس دنیا سے پردہ فرماؤں گا **اور عنقریب علم اُٹھالیا جائے گا**، فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو شخص کسی علم الفرض کے مسئلہ میں جھگڑیں گے اور اُن کو اس میں کوئی فیصلہ کرنے والا نہ ملے گا۔

وَإِنَّ مَثَلَ العَالِمِ الذی لایعلَمُ الفرائضَ کَمَثَلِ البُرنُسِ لا رأسَ لهُ ﴿جامع الأصول من أحاديث الرسول، كتاب الطيرة۔۔۔ الرقم:٥١٢٩﴾
وہ عالم جو فرائض (میراث) نہ جانتا ہو وہ اس ٹوپی کی طرح ہے جس کے لیے کوئی سر نہ ہو

قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ فَإِنَّهَا مِنْ دِينِكُمْ. ﴿سنن البيهقي، كتاب الفرائض، باب الحث على تعليم الفرائض، الرقم:١٢٥٣٩﴾
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علم میراث سیکھو، یہ تمھارے دین ہی کا ایک حصہ ہے۔

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ: إِذَا لَهَوْتُمْ فَالْهُوا بِالرَّمْيِ وَإِذَا تَحَدَّثْتُمْ فَتَحَدَّثُوا بِالْفَرَائِضِ ۔
﴿المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب الفرائض، الرقم:٨٠٧١﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا: "جب تم کھیلنا چاہو تو تیر اندازی سے شغل کر لیا کرو اور جب باتیں کرنا چاہو تو علم میراث کی باتیں کیا کرو۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم:
وَأَعْلَمُهَا بِالْفَرَائِضِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ﴿مسند أحمد، مسند انس بن مالك، ١٣٢٤٢﴾
میری امت میں علم میراث کے سب سے زیادہ ماہر زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

٣

صحیح تقسیمِ میراث کے سات فوائد و برکات:

(1) شرعی احکام کے مطابق میراث تقسیم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔
(2) میراث کے شرعی احکام پر عمل کرنے والا جنت کا حق دار ہوتا اور جہنم کے رُسوا کن عذاب سے بچ جاتا ہے اور یہ بہت بڑی اُخروی کامیابی ہے۔
(3) تقسیمِ میراث کے اسلامی احکام پر عمل کرنے سے اگر دوسروں کو ترغیب ملے تو جو اس ترغیب کا سبب بنے اسے دوسروں کے عمل کا بھی اجر ملتا ہے۔
(4) شرعی قوانین کے مطابق میراث میں ملنے والا مال حلال ہوتا ہے اور حلال مال سے کی جانے والی مالی عبادتیں قبول ہوتی ہیں اور ان کا قبول ہو جانا بہت بڑا اُخروی سرمایہ ہے۔
(5) شرعی اُصولوں کے مطابق میراث تقسیم کرنے سے دولت کی منصفانہ تقسیم ہوتی ہے ورنہ عموماً لڑائی جھگڑے ہی ہوتے ہیں۔
(6) کمزور عزیز و اَقارب، عورتوں اور بچوں کو وراثت سے ان کا حصہ دینا ان کی خیر خواہی کرنے کی بھی ایک صورت ہے اور مسلمان کی خیر خواہی دین کا ایک بنیادی مقصد ہے، نیز اس سے ان کی دعائیں ہمدردی اور محبت بھی ملتی ہیں۔
(7) شریعت کے مطابق میراث تقسیم کرنے والا ظالموں اور غاصبوں کی صف میں شامل ہونے، وارثوں کی دشمنی، بغض و حسد اور لوگوں کے طعن و تشنیع سے بچ جاتا ہے۔

علم الفرائض کے کتنے ماہرین کافی ہوں گے؟

Why we should be producing more Inheritance Experts?

وراثت کا مسئلہ جو انسان کی موت کے بعد پیش آتا ہے بہت ہی اہمیت کا حامل ہےاور عام طور پر معاشرے کے دو کمزور طبقے یعنی (یتیم)بچے اور عورتیں تقسیمِ وراثت کے وقت ظلم کا نشانہ بنتے ہیں۔جس سے قطع رحمی اور لڑائی جھگڑے جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جن علوم کا سیکھنا ضروری ہے وہ تین طرح کے ہیں۔ جبکہ دوسرے علوم کا سیکھنا فضیلت کے باب میں آتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ قرآن کی آیات احکام کا سیکھنا،دوسرا سنت نبوی کا علم، تیسرا فرائض یعنی وراثت کا علم جو سارے کا سارا حق پر مبنی ہے،(ابوداؤد)۔"

اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، یقیناًیہ آدھا علم ہے اور یہ بھلا دیا جائے گا، اور یہ پہلا علم ہوگا جو میری امت سے اٹھا لیا جائے گا،(ابن ماجہ)

چند مستثنیات کے علاوہ،
ہر مسلمان جو کہ اس دنیا سے کچھ بھی مال چھوڑ کر جاتا ہے، اسے اور اسکے ورثاء کو، اِس علم المیراث یا علم الفرائض کے کسی ماہر کی احتیاج ہے۔

اس وقت دنیا کی سات ارب ستّر کروڑ کی آبادی میں ہر چار میں سے ایک فرد مسلمان ہے۔(یعنی 24.1 فیصد)

سن 2060 عیسوی تک یہ مسلم آبادی ہر دس میں سے تین فرد تک پہنچ جائے گی۔(یعنی 31.1 فیصد)

موجودہ اعداد و شمار کے مطابق:
سالانہ 5 کروڑ 70 لاکھ افراد یعنی
روزانہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ جن میں سے 25 فیصد مسلمان ہیں۔

اس سے اندازہ لگائیں کہ روزانہ کتنے لوگوں کو میراث کا سوال پوچھنا ہوگا؟

(ان اعداد و شمار کا مصدر و ماخذ اگلے صفحات میں ملاحظہ کر سکتے ہیں)

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

Imagine the Scale !

FACT 1: The world population has grown rapidly, particularly over the past century: In **1900** there were fewer than **2 billion** people on the planet; today there are 7.7 **billion !**

FACT 2: In **2015** around **57 million** people died.
Nearly **150,000** people die each day !

FACT 3: In **2015**, World Muslim Population was **1.8 billion !** Muslims made up **24.1% of the global population.** Forty-five years later, they are expected to make up more than three-in-ten of the world's people (31.1%).

Source:
1. https://ourworldindata.org/births-and-deaths#how-many-die-each-year
2. United Nations, Department of Economic and Social Affairs, Population Division (2017). World Population Prospects: The 2017 Revision, DVD Edition.

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

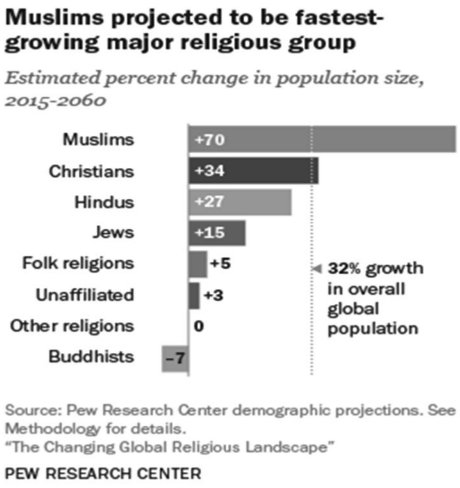

While the world's population is projected to grow 32% in the coming decades, the number of Muslims is expected to increase by **70%** – from 1.8 billion in 2015 to nearly **3 billion** in 2060 !

Muslims will grow more than twice as fast as the overall world population between 2015 and 2060.
And, in the second half of this century, will likely surpass Christians as the world's largest religious group.

Source: http://www.pewforum.org/2017/04/05/the-changing-global-religious-landscape/

Keeping in view,

- The current Total Daily Death Number (approx. 150,000 per day)
- And the current (1.8 billion) and projected (3 billion) Muslim population:

In order to correctly answer all the heirs about their rightful inheritance (*as it is ordered in Quran and Sunnah)*, we need more people who are experts in this field.

السّراجی فی المیراث

کتاب اور مصنّف کا تعارف

❖ مُصَنِّفِ سراجی:

نام : الامام العلاّمۃ سراج الدّین محمد بن محمود بن عبدالرشید

کنیت : ابوطاہر

نسبت : السّجاوندی

سن وصال : ایک قول پر چھٹّی صدی ھجری اور ایک ممکنہ صورت میں چوتھی صدی ھجری یا اس سے بھی قبل (کیونکہ سراجیہ کی ایک شرح چوتھی صدی کی بھی ملتی ہے۔)

صاحبِ سراجی کے حالاتِ زندگی کی تفصیلات موجود نہیں۔ بظاہر آپ نے گمنامی کی زندگی گزاری ہے۔ ہاں ! مصنف کی ثقاہت اور تبحرِ علمی کا تذکرہ الجواہر المضیۃ میں حافظ عبد القادر القرشی الحنفی ۷۷۵ـــہ ـــہ سن ہجری) نے بڑے نمایاں انداز میں کیا ہے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کی متعدد شروحات اور مقبولیتِ عام بھی مصنف کی فضیلت پر دلیل ہیں۔

(الجواھر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ: ج۳، ص ۱۳۳، مطبوعہ: دار العلوم الریاض)

❖ کتاب کا تعارف:

اصلی نام: المختصر

معروف نام: الفرائض السراجية؛ فرائض السجاوندی

❖ مشہور شروحات:

۱۔ مصنف کی اپنی شرح: اس کے متعدد حوالہ جات صاحبِ درِّ مختار نے ذکر کئے ہیں،

۲۔ صاحبِ عنایۃ شرح ھدایۃ، علامّہ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی المصری الحنفی (ف۔سن ۷۸۶ ھجری) کی لکھی ہوئی شرح۔

۳۔ شریفیہ: السیّد الشریف علی بن محمد الجرجانی (ف۔۸۰۴ سن ھجری)، عوام میں متداول شرح ہے۔

تعریف، موضوع، اغراض (Al Meerath - What? & Why?)

◈ تعریف: هُو علم بأُصول مِن فقه و حساب تُعرف بها حقُّ كلّ من التركة
علم الفرائض یا علم المیراث، فقہ اور حساب کے اصولوں پر مشتمل علم ہے،
جس کے ذریعے میّت کے ترکہ میں سے ہر حقدار کا حق جانا جاتا ہے۔

◈ موضوع: ورثاء اور ان کے حصّے

◈ غرض و غایت: ایصال الحقوق الیٰ اربابها۔ (حقداروں کو ان کا حق پُہنچانا)

◈ حکم: فرضِ کفایہ

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

مُورِث : جس کا مال میراث بن رہا ہو، یا وراثت میں تقسیم ہو رہا ہو اس شخص کو مُورِث کہتے ہیں۔

❖ شرائطِ میراث:

۱۔ مُورث کی موت:

حقیقتاً یا حکماً (مثلاً: مفقود الخبر جسکی موت کا حکم قضاءً دے دیا گیا ہے)،
یا تقدیراً (جنین کی موت اسکے لئے غرۃ کو لازم کرتی ہے کو اسکے ورثاء کو ملتا ہے۔ تفصیل کتاب القصاص میں۔)

۲۔ ورثاء کی موجودگی (وقتِ موت): حقیقتاً (زندہ ہونا) یا تقدیراً (جیسے حمل)

۳۔ مانعِ ارث کا نہ پایا جانا۔

❖ وجہِ تسمیہ: الفرائض جمع ہے فریضۃ کی یعنی مقررہ حصّہ یا اندازہ کرنا؛
مناسبت : علم الفرائض، ورثاء کے مقررہ حصّوں کا حساب لگانے کا علم ہے لہٰذا اسے علم الفرائض کہتے ہیں۔

❖ **فضیلت :**

حدیث پاک میں اس علم کو سیکھنے اور سکھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اسے نصف علم قرار دیا گیا ہے۔ قربِ قیامت میں اس علم کو اٹھا لیا جائے گا۔
یہاں تک کہ دو افراد مسئلہء میراث میں اختلاف کریں گے تو کسی ایسے کو نہ پائیں گے جو ان کے مابین فیصلہ کرے۔
(مَاخوذاز: سنن الکبریٰ للنسائی، المستدرک للحاکم، سنن الدارمی)

❖ **علمِ میراث کے مآخذ :**

کتاب اللہ (سورۃ النساء مثلاً)،
سنّتِ رسول (حضرت مغیرۃ بن شعبۃ اور محمد بن مسلمہ نے حضرت عمر کے سامنے گواہی دی کہ سرکار ﷺ نے نانی کو وارث)
اور اجماعِ امّت (حضرت عمر نے اپنے اجتہاد سے دادی کو وارث قرار دیا اس پر اجماعِ صحابہ منعقد ہوا۔)

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

❖ نصف علم کہنے کی وجوہات :

حدیث میں میراث کے علم کو"نصف العلم"یعنی آدھا علم کہا گیا ہے اور اس کی شارحین نے کئی وجوہات بیان کی ہیں،چند ملاحظہ فرمائیں:

(1) موت اور حیات انسان کی دو حالتیں ہیں اور علم الفرائض کا تعلق اُن میں سے ایک یعنی بعد الممات سے ہے۔
(2) اِس علم کو سیکھنے کی رغبت دلانے اور اہمیت کو واضح کرنے کیلئے کہا گیا ہے۔
(3) وراثت کے ذریعہ ملکیتِ اضطراری حاصل ہوتی ہے،جو ملکیت کی دو قسموں یعنی ملکیتِ اختیاریہ اور ملکیتِ اضطراریہ میں سے ایک ہے پس ملکیت کی ایک قسم سے تعلق ہونے کی وجہ سے اسے نصفِ علم کہا گیاہے۔(الشریفیۃ:2)(مرقاۃ:5/2034)
(4) نصف کے معنی"أَحَدُ الْقِسْمَیْنِ"یعنی دو قسموں میں سے ایک قسم کے ہیں،اگرچہ وہ دونوں برابر نہ ہوں،پس ایک وراثت کا علم ہوا اور دوسرا واجباتِ شرعیہ کا۔ اِس طرح سے یہ نصفِ علم ہے۔(فتح الباری:5/12)
(5) دیگر تمام علوم نصوص اور قیاس دونوں سے حاصل کیے جاتے ہیں،جبکہ علم الفرائض صرف نصوص سے ہی حاصل ہوتا ہے،پس اِس اعتبار سے یہ نصفِ علم یعنی علم کا ایک حصہ ہوا۔(فتح الباری:5/12)
(6) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتاہے کہ علم کو نصف کیوں کہا گیا ہے،کیونکہ اِس بارے میں احادیثِ طیّبہ میں وضاحت نہیں کی گئی کہ نصف کیسے ہے،لہٰذا ہم بھی اپنی جانب سے اِس بارے میں کوئی حتمی اور قطعی رائے پیش نہیں کرسکتے۔(شامی)

❖ وراثت کے اسباب:

وہ اسباب جن کی وجہ سے کسی کو وراثت ملتی ہے وہ تین ہیں :
(1)قرابت۔(2)زوجیت۔(3)وَلاء۔

قرابت : پہلا سبب قرابت یعنی رشتہ داری ہے،جس کا مطلب یہ ہے کہ میت سے کسی قسم کی رشتہ داری ہونا جیسے بھائی بہن بیٹا وغیرہ۔اس سبب کو قرابتِ نسبیہ کہا جاتا ہے۔

نکاح :دوسرا سبب زوجیت اور نکاح کا ہونا ہے،یعنی میّت کے ساتھ نکاح کی وجہ سے رشتہ قائم ہونا،جیسے زوج یا زوجہ ہونا۔اس کو قرابتِ سببیہ کہا جاتا ہے۔

وَلاء:تیسرا سبب وَلاء کا تعلّق ہے،اور وَلاء اُس حق کو کہتے ہیں جو غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے اُس کے مولیٰ کو حاصل ہوتا ہے۔یہ بھی وراثت کا ایک سبب ہے جس کی بنیاد پر آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کردہ غلام کی وراثت ملتی ہے۔

پھر قرابت یعنی رشتہ داری کی تین قسمیں ہیں:
(1)—— اصول: جو انسان کے وجود کا سبب ہیں، جیسے ماں باپ، دادا، دادی وغیرہ۔
(2)—— فروع: جن کے وجود کا انسان سبب بنا ہے، جیسے بیٹا بیٹی، پوتا پوتی وغیرہ
(3)—— جوانب: جو انسان کے ہم پلہ اور برابر کے ہیں، جیسے بھائی، بہن وغیرہ۔

قرابتِ نکاح کی بھی دو صورتیں ہیں :
(1) مرد کا عورت کے مال کا وارث بننا۔ (2) عورت کا مرد کے مال کا وارث بننا۔

پھر وَلاء کی تین صورتیں ہیں:

مَولیٰ النعمۃ: اِس کو مولی الفوق بھی کہا جاتا ہے، یعنی وہ آقا جس نے غلام کو آزاد کیا ہو۔

مَولی العتاقۃ: اِس کو مَولی الاسفل بھی کہا جاتا ہے یعنی غلام جس کو آزاد کر دیا جائے۔

مَولی المُوالاۃ: وہ شخص جس کے ساتھ یہ عقد کیا گیا ہو کہ میں اگر مر جاؤں تو تم میرے وارث ہو گے۔

نوٹ: مَولی العتاقۃ یعنی غلام کو آقا کے مرنے پر بالاتفاق وراثت نہیں ملتی، اُس کے علاوہ مذکورہ بالا تمام صورتوں میں وراثت ملتی ہے، اور مَولی المُوالاۃ کے وارث بننے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے، اُن کے نزدیک یہ عقد معتبر نہیں۔

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

❖ میت کے ترکہ سے متعلق حقوق (ترتیب وار) :

۱۔ تجہیز و تکفین (میانہ روی۔ کفن کی اقسام۔)

۲۔ ادائے دیون (دَین کیا ہے؟ مختلف اقسام کے دیون میں ادائیگی کی ترتیب کیا ہے؟)

۳۔ وصیت (تہائی مال میں اور دیگر مسائل وصیت کا بیان)

۴۔ تقسیمِ ترکہ (۱۰ ترتیب وار مرحلوں میں تقسیمِ ترکہ۔)

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

۱۔ ورثاء میں تقسیم کی ترتیب:

۱۔اصحابِ فرائض	۶۔ذوی الارحام
۲۔عصباتِ نسبیہ	۷۔مولیٰ الموالات
۳۔عصباتِ سببی(آزاد کرنے والا آقا)	۸۔مقرّ لہٗ بالنّسب علی الغیر
۴۔عصباتِ سببی کے عصبات	۹۔موصیٰ لہٗ بجمیع المال
۵۔نسبی ذوی الفروض پر ردّ	۱۰۔بیت المال

تعریفات:

- کتاب اللہ (اور سنت و اجماع) میں مذکور معین حصّوں(fractions) کو سِہام مُقدّرہ کہتے ہیں۔ ان کے مستحق افراد **ذوی الفروض** کہلاتے ہیں۔
- **عصبات** سے مراد وہ وارث جو تنہا ہونے کی صورت میں سارا مال لے لیں۔ اور اگر ذوالفرض کے ساتھ ہوں تو، ذو الفرض کو دینے کے بعد بقیہ مال کے حقدار ہوں۔
- بعض نسبی رشتہ دار نہ ذوالفرض بنتے ہیں اور نہ ہی عصبہ، اُنہیں **ذوی الارحام** کہا جاتا ہے۔
- وہ آدمی جس سے کسی نے یہ کہا ہو کہ تو میرا مولیٰ ہے۔ جب میں مرجاؤں تو، تو میرے مال کا وارث ہے۔ اور اگر مجھ پر دیت لازم ہو تو، تو میری دیت ادا کرے گا۔ اور پھر دوسرا شخص اسے قبول کرے۔ اسی طرح وہ دوسرا شخص بھی اسے ایسا ہی کہے اور پہلا قبول کرے۔ تو وہ آپس میں مولیٰ الموالات کہلاتے ہیں۔
- مقرّ لہٗ بالنّسب علی الغیر یعنی وہ مجہول النسب شخص جس کو میت نے اپنی زندگی میں اپنے **فروع** کی یا **اصول** کی یا **اصول کے فروع** کی اولاد بتایا ہو۔ اور اپنے اس قول سے کبھی رجوع نہ کیا ہو۔ اور نہ ہی اس کے اقرار کی تکذیب یا تصدیق دلیلِ شرعی سے ہوئی ہو۔
- موصیٰ لہٗ بجمیع المال یعنی وہ شخص جس کے لیے میت نے پورے مال کی وصیت کی ہو۔

۲۔ موانعِ ارث: (حرمانِ میراث یا میراث سے محروم ہونا)

۱۔ غلامی	۲۔ قتلِ مورث (جو کہ قصاص یا دیت کا سبب بنے)
۳۔ اختلافِ دین (وارث اور مورث میں سے کسی ایک کا مسلم اور دوسرے کا کافر اصلی ہونا)	۴۔ اختلافِ دار (صرف کفار کے حق میں)

۳۔ مسئلہءِ میراث بنانے کا بنیادی خاکہ (standard format) :

عنوان (سمجھانے کیلئے)	مخرج یا اصل مسئلہ :۔xx۔۔(عول) ۔یا۔(رد) ۔۔x تصحیح =۔۔۔ (میت کا نام)			
وارث کا نام :	زینب	خالد	زید	اسلم
میت سے رشتہ	ماں	شوہر	بیٹا	بیٹا
حالت	ذوالفرض	ذوالفرض	عصبہ	عصبہ
مقرر سہم	1/6	1/4	بقیہ مال	بقیہ مال
حاصل شدہ حصہ :	xx	xx	xx	xx
تصحیح :	xx	xx	xx	xx
انفرادی حصہ (ایک رشتے کے متعدد ورثاء کی صورت	x	x	x	x

نوٹ: اس میں موجود اصطلاحات کا بیان آگے متعلقہ عنوانات میں کیا گیا ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد26 سے ایک مسئلۂ میراث کا عکس

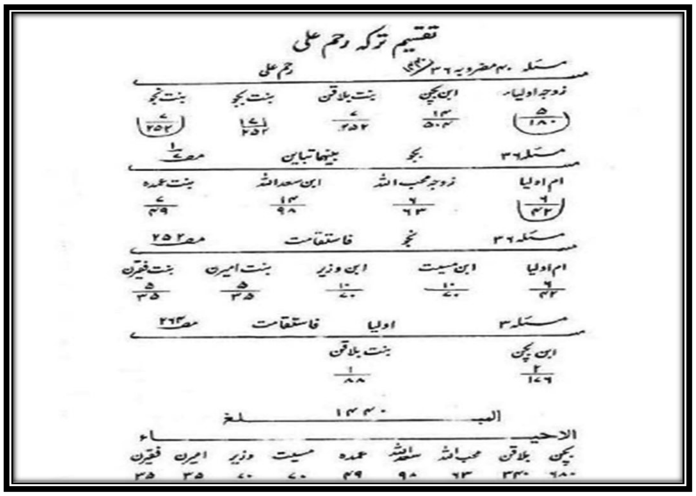

تقسیم ترکہ رحم علی

مسئلہ ۳۰ مضروبہ ۳۶ — رحم علی

بنت نجو	بنت بجو	بنت بلاقن	ابن بچن	زوجہ اولیاء
۷/۲۵۲	۱۷/۲۵۲	۷/۲۵۲	۱۳/۵۰۴	۵/۱۸۰

مسئلہ ۳۶ — بجو — بینھما تباین — مص ۱/۷

بنت عمدہ	ابن سعداللہ	زوجہ محب اللہ	ام اولیا
۷/۴۹	۱۴/۹۸	۶/۶۳	۶/۴۲

مسئلہ ۳۶ — نجو — فاستقامت — مص ۲۵۲

بنت فقیرن	بنت امیرن	ابن وزیر	ابن مسیت	ام اولیا
۵/۳۵	۵/۳۵	۱۰/۷۰	۱۰/۷۰	۶/۴۲

مسئلہ ۳ — اولیا — فاستقامت — مص ۲۶۳

بنت بلاقن	ابن بچن
۱/۸۸	۲/۱۲۶

المبلغ ۱۴۴۰

الاحیاء

فقیرن	امیرن	وزیر	مسیت	عمدہ	سعداللہ	محب اللہ	بلاقن	بچن
۳۵	۳۵	۷۰	۷۰	۴۹	۹۸	۶۳	۳۳۰	۶۸۰

مخرج یا اصل مسئلہ بنانے کا طریقہ:

میراث کے مسئلہ میں مال کے کل جتنے حصے کرنے ہوں گے مخرج کہلاتا ہے۔(جو کہ پھر ورثاء کو ان کے مقررہ حق کے مطابق مزید تقسیم کئے جاسکیں)
مخرج ابتداءً **ذوی الفروض کے سہام یعنی مقررہ حصوں (fractions)** کے ذریعے معلوم کیا جاتا ہے۔
سہام یعنی مقررہ حصے دو اقسام پر ہیں:

نوع اوّل	نوع ثانی
نصف ½	ثلثان 2/3
ربع ¼	ثلث 1/3
ثمن 1/8	سدس 1/6

مخرج بنانے کے اُصول

۱۔ ایک ہی سہم ہو تو مسئلہ اس کے denominator (نیچے والے عدد سے) بنے گا۔
۲۔ اگر ایک ہی نوع کے متعدد سہام ہوں تو ان میں سے اقل کا نیچے والا عدد (denominator) مخرج بنے گا۔ مثلاً: نصف اور ثمن میں سے ۸ مخرج ہو گا۔
۳۔ اگر متعدد سہام دونوں انواع کے ہوں تو۔ نوع اول تو معیار بنا کر پہلے اس کو اصول نمبر (۲) سے حل کر لیں۔ اب نوع اول کا ایک سہم بچے گا۔ اس کو دیکھیں۔
نصف ہو تو نوع ثانی کے ساتھ مل کر مسئلہ ۶ سے بنے گا۔
ربع ہو تو نوع ثانی کے ساتھ مل کر مسئلہ ۱۲ بنے گا۔
ثمن ہو تو نوع ثانی کے ساتھ مل کر مسئلہ ۲۴ سے بنے گا
۴۔ سارے عصبات ہونے کی صورت میں مسئلہ عدد رؤوس سے بنے گا۔ (للذکر مثل حظ الانثیین کا لحاظ اس کے مقام پر کرنا ہو گا۔)
۵۔ ثلث ما بقی کی ایک استثنائی صورت : ماں باپ اور بیوی، میں مسئلہ ۱۲ کے بجائے ۴ سے بنے گا۔

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

عول اور رد کیا ہے؟

ابتداءً اصلِ مسئلہ یا مخرج بنا کر جب ورثاء کو حصہ دیئے جاتے ہے تو :
۱۔ کبھی ان حصوں کا مجموعہ اصل مسئلہ سے بڑھ جاتا ہے۔ اس کو عول کا مسئلہ کہتے ہیں۔
۲۔ اور اس کے برعکس اگر مجموعہ ءِ سہام کل مسئلہ یا مخرج سے کم ہو تو اضافی حصوں کو ذوی الفروض پر لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس کو رد کا مسئلہ کہتے ہیں۔

تصحیح کیا ہے اور کیوں کی جاتی ہے؟

تصحیح سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے ہر فریق (یعنی: وارث رشتہ مثلاً بیٹے) کے ہر فرد کا حصہ بلا کسر پورا پورا (whole number) نکل سکے۔
اس طرح سمجھنے اور عمل کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور اعشاریہ (decimal) میں نتائج نہیں آتے۔

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

ذوی الفروض:

- کتاب اللہ (اور سنت واجماع) میں مذکور، معین حصّوں (fractions) کو سِہَام مُقدّرہ کہتے ہیں۔ ان کے مستحق افراد **ذوی الفروض** کہلاتے

چار مرد	آٹھ عورتیں
۱۔والد	۵۔بیوی
۲۔دادا(جدّ صحیح)	۶۔ سگی بیٹی
۳۔شوہر	۷۔پوتی، پڑپوتی (بناتُ الابن)
۴۔ماں شریک بھائی	۸۔ماں
	۹۔ حقیقی بہن
	۱۰۔ماں شریک بہن
	۱۱۔باپ شریک بہن
	۱۲۔دادی، نانی (جدّہ صحیحہ یعنی بیچ میں نانا نہ آئے)

عصبات کا تعارف:

عصبات: وہ وارث جو تنہا ہونے کی صورت میں سارا مال لے لیں۔ اور اگر ذوالفرض کے ساتھ ہوں تو، ذو الفرض کو دینے کے بعد بقیہ مال کے حقدار ہوں۔
مثلاً : بیٹا، بھائی

نوٹ:

i. عصبات اگر خونی رشتہ سے ہوں تو ﴿نسبی﴾ جبکہ آزاد شدہ غلام کے مولیٰ ہوں تو ﴿سبَبِی﴾ کہلاتے ہیں۔

ii. عصبہ نسبی کی تین قسم کے ہیں۔ بنفسہٖ، بغیرہٖ، مع غیرہٖ

عصبات بنفسہٖ: جو اپنے عصبہ ہونے میں دوسرے کا محتاج نہ ہو بلکہ بذاتِ خود عصبہ ہو۔

عصبات بغیرہٖ: جو اپنے عصبہ ہونے میں دوسرے عصبہ کا محتاج ہو۔

عصبات مع غیرہٖ: جو اپنے عصبہ ہونے میں کسی ایسے کا محتاج ہو، جو خود عصبہ نہ ہو۔

نوٹ:	ان سب کی تفصیل مناسب مقام پر آگے آئے گی۔

● والد:

1/6:	میت کی مرد اولاد ہو۔	(مثال: باپ، بیٹا۔ کل مسئلہ: ٦ :باپ ١، بیٹا ٥)(نوٹ:1)
1/6 اور عصبہ:	میت کی صرف مؤنث اولاد ہو	(مثال: باپ، بیٹی۔ کل مسئلہ:٦: باپ٣، بیٹی ٣)
فقط عصبہ:	میت کی اولاد نہ ہو۔	(مثال: ماں اور باپ۔ کل مسئلہ:٣: ماں :١، باپ:٢)

نوٹ:١ یہ مثالیں اختصاراً لکھی گئی ہیں ان کو مکمل حل کر کے ذوی الفروض کے حصّے دہرائے جاسکتے ہیں۔
نوٹ:٢ اولاد سے مراد بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک ہے

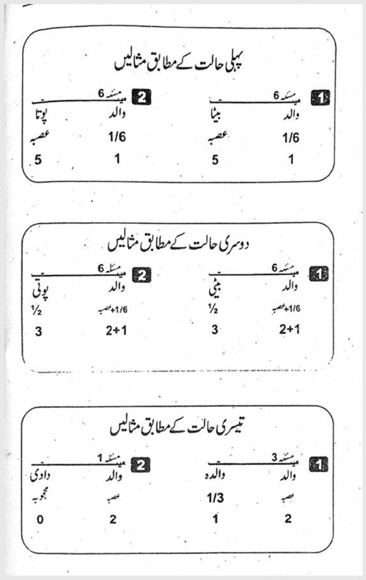

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

1 مسئلہ 6

والد	بیٹا
1/6	عصبہ
1	5

2 مسئلہ 6

والد	پوتا
1/6	عصبہ
1	5

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

1 مسئلہ 6

والد	بیٹی
1/6+عصبہ	½
2+1	3

2 مسئلہ 6

والد	پوتی
1/6+عصبہ	½
2+1	3

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

1 مسئلہ 3

والد	والدہ
عصبہ	1/3
2	1

2 مسئلہ 1

والد	دادی
عصبہ	مجوبہ
2	0

• دادا (جدّ صحیح):

یعنی وہ جد کہ میت کی طرف جسکی نسبت کرنے میں موئنث کا واسطہ نہ آئے۔

اس کے احوال والد کی طرح ہیں۔ سوائے چار باتوں کے۔

ا۔ دادی باپ کی موجودگی میں مجحوب ہے لیکن دادا کی موجودگی میں مجحوب نہیں ہے۔

۲۔ اگر میت کی ماں اور باپ کے ساتھ زوجہ یا زوج ہو تو ماں کو ثلث ما بقی ملے گا۔ لیکن اسی صورت میں باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کو کل مال کا ثلث ملے گا۔ (**عند الطرفین**)

۳۔ حقیقی اور علاّتی اور اخیافی بھائی بہن باپ کی موجودگی میں مجحوب ہوتے ہیں جبکہ دادا کی موجودگی میں **عند الصاحبین** وارث ہوتے ہیں۔ (خلافاً للامام الاعظم وھو المفتیٰ بہٖ)

۴۔ **عصبات** سببی کے عصبات یعنی ابن المعتق اور ابُ المعتق ساتھ ہوں تو باپ کو سدس ملے گا جبکہ باپ کی جگہ اگر جدُّ المعتق ہو تو وہ مجحوب ہو گا۔ (**عند الامام ابی یوسف**)

نوٹ: عمومی طور پر بھی ایک قاعدہ ہے کہ باپ، دادا کے مقابلے میں اقرب ہے، لہٰذا باپ کی موجودگی میں دادا مجحوب ہو گا۔

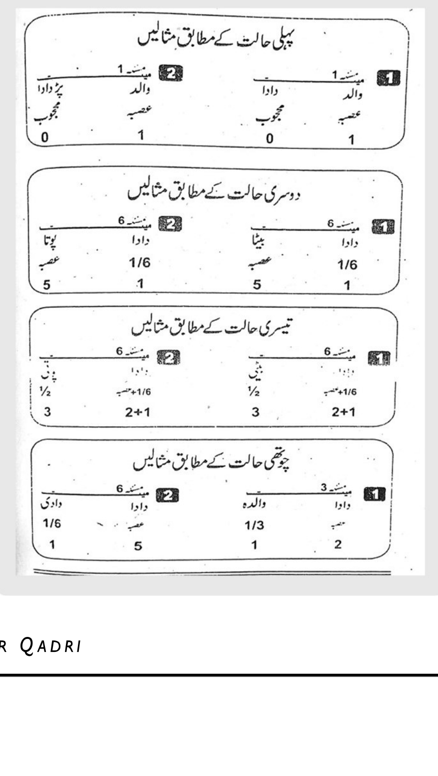

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

1 مسئلہ 1

والد	دادا
عصبہ	مجحوب
1	0

2 مسئلہ 1

والد	پڑدادا
عصبہ	مجحوب
1	0

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

1 مسئلہ 6

دادا	بیٹا
1/6	عصبہ
1	5

2 مسئلہ 6

دادا	پوتا
1/6	عصبہ
1	5

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

1 مسئلہ 6

دادا	بیٹی
1/6+عصبہ	½
2+1	3

2 مسئلہ 6

دادا	پوتی
1/6+عصبہ	½
2+1	3

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

1 مسئلہ 3

دادا	والدہ
عصبہ	1/3
2	1

2 مسئلہ 6

دادا	دادی
عصبہ	1/6
5	1

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

باپ اور جدِ صحیح کی مختلف فیہ حالتیں

جدِ صحیح کی حالتیں باپ کی حالتوں کی طرح ہی ہیں۔ لیکن چار حالتوں میں اختلاف ہے اور وہ چار حالتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ باپ کی موجودگی میں دادی وارثہ نہیں بنتی ہے۔ جبکہ جدِ صحیح کی موجودگی میں دادی وارثہ بنتی ہے۔

2۔ اگر میت نے والد، والدہ اور خاوند و بیوی میں سے کسی ایک کو چھوڑا ہو تو ان حالات میں خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی ماندہ جائیداد کا ثلث (1/3) میت کی والدہ کو ملے گا۔ اگر میت نے والد کی جگہ جدِ صحیح کو چھوڑا ہو تو پھر میت کی والدہ کو ثلث ماقبی (زوجین میں کسی ایک کو حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ جائیداد کا تیسرا حصہ) نہیں ملے گا۔ بلکہ ثلث کل (یعنی کل جائیداد کا تیسرا حصہ) ملے گا۔

3۔ حقیقی بہن بھائی اور سوتیلے بہن بھائی باپ کی موجودگی میں بالاتفاق میت کی جائیداد سے محجوب رہتے ہیں۔ جبکہ دادا کی موجودگی میں فقط امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ افراد محجوب رہتے ہیں۔
اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک یہ افراد محجوب نہیں رہتے۔ لیکن فتویٰ امام اعظم کے قول پر ہے۔

4۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غلام آزاد کرنے والے کے باپ کو سدس (1/6) حق ولاء ملے گا۔ اور اگر میت کے باپ کی جگہ میت کا دادا ہو تو محجوب رہے گا۔ جبکہ دوسرے آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ آزاد کرنے والے کا باپ اور دادا حق ولاء کے عدمِ حصول میں مساوی ہیں۔ اور یہی مذہب مختار ہے۔

مسئلتین عمریتین

مسئلہ 4

والد	والدہ	بیوی
عصبہ	1/3 ماقبی	1/4
2	1	1

مسئلہ 6

دادا	والدہ	خاوند
عصبہ	1/3	½
1	2	3

والد

(1) مسئلہ 1

والد	دادی
عصبہ	محجوبہ
1	0

(2) مسئلہ 4

والد	والدہ	بیوی
عصبہ	1/3 ماقبی	1/4
2	1	1

(3) مسئلہ 4

والد	سگا بھائی
عصبہ	محجوب
1	0

(4) مسئلہ 6

معتق	معتق کا والد
عصبہ	1/6
5	1

یہ مسئلہ اما ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک ہے جبکہ دیگر ائمہ کرام کی موجودگی میں معتق کے والد اور دادا دونوں کو محجوب قرار دیتے ہیں

جدِ صحیح

مسئلہ 6

دادا	دادی
عصبہ	1/6
5	1

مسئلہ 12

دادا	والدہ	بیوی
عصبہ	1/3	1/4
5	4	3

مسئلہ 1

دادا	سگا بھائی
عصبہ	محجوب
1	0

یہ مسئلہ اما ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک ہے صاحبین کے نزدیک دادا کی موجودگی میں بھائی محجوب نہیں رہتا

مسئلہ 1

معتق	معتق کا دادا
1	1

• شوہر:

½نصف:	میت(بیوی) کے بطن کی اولاد نہ ہو تو۔	(مثال: شوہر، باپ۔ کل مسئلہ: ۲، شوہر: ۱، باپ: ۱)
¼ربع:	میت(بیوی) کے بطن کی اولاد ہو تو۔	(مثال: شوہر، بیٹا۔ کل مسئلہ: ۴، شوہر: ۱، بیٹا: ۳)

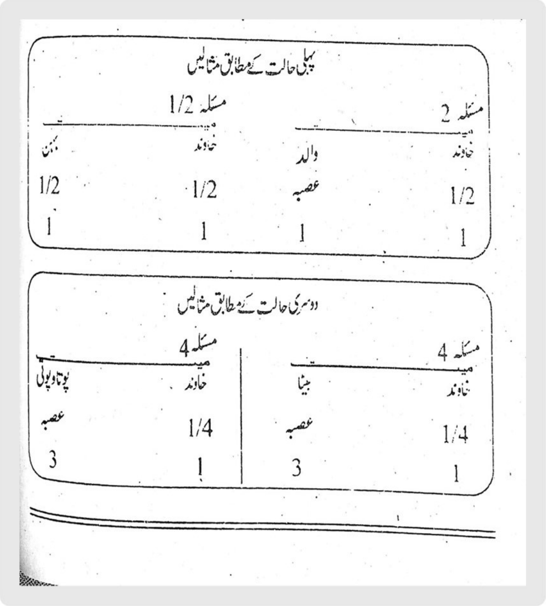

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 2 — میت

خاوند	والد
1/2	عصبہ
1	1

مسئلہ 1/2 — میت

خاوند	بہن
1/2	1/2
1	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 4 — میت

خاوند	بیٹا
1/4	عصبہ
1	3

مسئلہ 4 — میت

خاوند	پوتا و پوتی
1/4	عصبہ
1	3

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

• ماں شریک بھائی اور ماں شریک بہنیں (اولادُ الُام)

1/6 سدس:	اگر ایک ہی ہو	(مثال: شوہر، ماں شریک بھائی، چچا۔ کل مسئلہ: ۶: شوہر: ۳، ماں شریک بھائی: ۱، چچا: ۲)
1/3 ثلث:	اگر ایک سے زائد ہوں، لیکن بھائی اور بہن کا حصہ برابر ہے۔	(مثال: بیوی، ماں شریک بھائی، ماں شریک بہن، چچا۔ کل مسئلہ: ۱۲: بیوی: ۳، ماں شریک بھائی: ۲، ماں شریک بہن: ۲، چچا: ۵)
محجوب:	اولادِ میت اور اصلِ میت کی موجودگی میں اخیافی بھائی بہن محجوب ہوتے ہیں۔	(مثال: بیٹا، ماں شریک بھائی۔ کل مسئلہ: ۱: بیٹا: ۱، ماں شریک بھائی: محجوب)

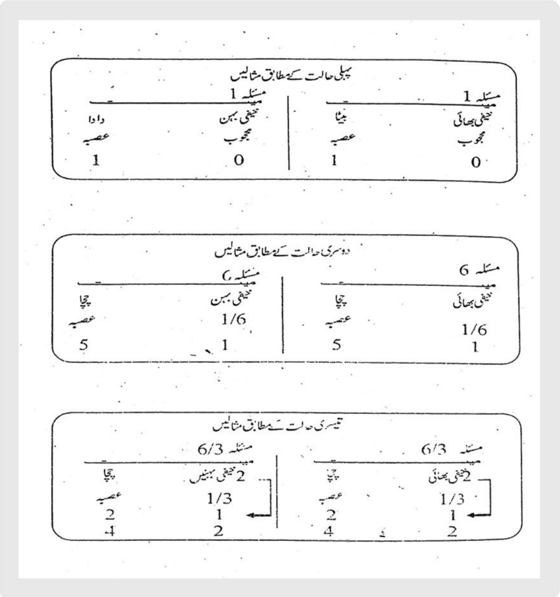

• زوجات (بیویاں)

¼ربع:	میت (شوہر) کی کسی بھی بیوی سے اولاد نہ ہو۔	(مثال: بیوی، بھائی۔ کل مسئلہ: ۴: بیوی ۱، بھائی ۳)
1/8 ثمن:	میت (شوہر) کی اولاد ہو تو۔	(مثال: بیوی، بیٹا۔ کل مسئلہ: ۸: بیوی ۱، بیٹا ۷)

نوٹ: متعدد زوجات برابر کی شریک ہوں گی۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 4 — میت

بیوی	والد
1/4	عصبہ
1	3

مسئلہ 3/4 — میت

بیوی	سگی بہن
1/4	1/2
1	2

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 8 — میت

بیوی	بیٹا
1/8	عصبہ
1	7

مسئلہ 8 — میت

بیوی	پوتا
1/8	عصبہ
1	7

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

• سگی بیٹی:

½نصف:	ایک ہی بیٹی ہو۔ بیٹا نہ ہو تو۔	(مثال: بیٹی، بھائی۔ کل مسئلہ: ۲۔ بیٹی ۱، بھائی ۱)
2/3 ثلثین:	دو یا زائد بیٹیاں ہوں۔ بیٹا نہ ہو تو۔	(مثال: بیٹی، بیٹی، بھائی۔ کل مسئلہ: ۳۔ بیٹی ۱، بیٹی ۱، بھائی ۱)
عصبہ:	بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو ۲:۱ کے تناسب سے بیٹے کے ساتھ وارث ہو گی۔ (بیٹے کو بیٹی سے دگنا)	(مثال: بیوی، دو بیٹے اور تین بیٹیاں۔ کل مسئلہ: ۸۔ بیوی ۱، بیٹا ۲، بیٹا ۲، بیٹی ۱، بیٹی ۱، بیٹی ۱)

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 2
میت

بیٹی	چچا
1/2	عصبہ
1	1

مسئلہ 5/8
میت

بیٹی	بیوی
1/2	1/8
4	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 9/3
میت

3 بیٹیاں	چچا
2/3	عصبہ
2	1
6	3

مسئلہ 24
میت

4 بیٹیاں	بیوی	چچا
2/3	1/8	عصبہ
16	3	5

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3
میت

بیٹی	بیٹا
عصبہ	
1	2

مسئلہ 24/8
میت

بیوی	بیٹی	بیٹا
1/8	عصبہ	
1	7	
3	21	

• پوتیاں پڑپوتیاں (بنتُ الابن) :

محجوب:	ا۔ میت کا بیٹا ہو۔ یا اوپر کے درجے میں پوتا ہو تو۔ ۲۔ میت کی دو سگی بیٹیاں ہوں اور پوتیاں عصبہ بھی نہ بن رہی ہوں	**(مثال: بیٹا، پوتی، پوتی۔ کل مسئلہ :ا۔ بیٹاا، پوتیاں: محجوب)**
عصبہ:	پوتی کے ساتھ پوتا یا پڑپوتا ہو تو وہ عصبہ بنیں گی، خواہ وہ دو بیٹیوں کے ساتھ محجوب ہی کیوں نہ ہوں۔ (اسکی تفصیل ہے)۔	**(مثال: بیٹی، بیٹی، پوتی، پوتا یا پڑپوتا۔ کل مسئلہ :۹۔ فی بیٹی ۳، پوتی ا، پوتا یا پڑپوتا ۲)**
½ نصف:	ایک پوتی ہو اور محجوب نہ ہو اور عصبہ نہ بنے۔	**(مثال: بیوی، پوتی، چچا۔ کل مسئلہ :۸۔ بیوی ا، پوتی ۴، چچا ۳)**
2/3 ثلثین:	دو یا زائد ہوں اور محجوب نہ ہو اور عصبہ نہ بنے۔	**(مثال: شوہر، چار پوتیاں، چچا۔ کل مسئلہ :۱۲، شوہر ۳، فی پوتی ۲، چچاا)**
1/6 سدس:	جب ایک سگی بہن ساتھ ہو اور بیٹا یا پوتا نہ ہو۔	**(مثال: شوہر، بیٹی، پوتی، پوتی، چچا۔ کل مسئلہ : ۱۲۔ شوہر :۳، بیٹی ۶، پوتی ا، پوتی ا، چچاا)**

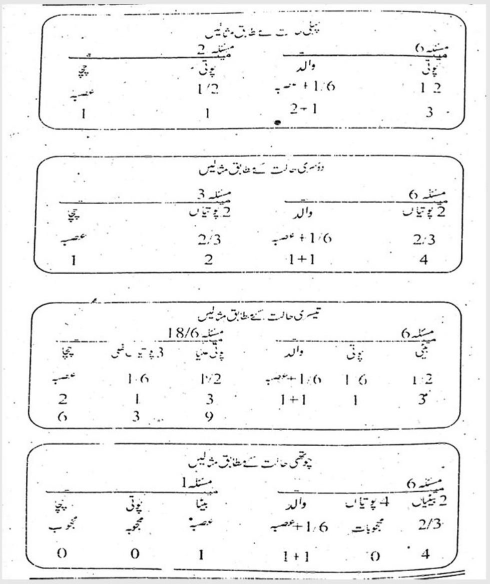

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 6

پوتی	والد
1/2	1/6 + عصبہ
3	2+1

مسئلہ 2

پوتی	چچا
1/2	عصبہ
1	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 6

2 پوتیاں	والد
2/3	1/6 + عصبہ
4	1+1

مسئلہ 3

2 پوتیاں	چچا
2/3	عصبہ
2	1

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 6

بیٹی	پوتی	والد
1/2	1/6	1/6+عصبہ
3	1	1+1

مسئلہ 18/6

پوتی	3 پوتیاں	چچا
1/2	1/6	عصبہ
3	1	2
9	3	6

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 6

2 بیٹیاں	4 پوتیاں	والد
2/3	محجوبات	1/6+عصبہ
4	0	1+1

مسئلہ 1

بیٹا	پوتی	چچا
عصبہ	محجوبہ	محجوب
1	0	0

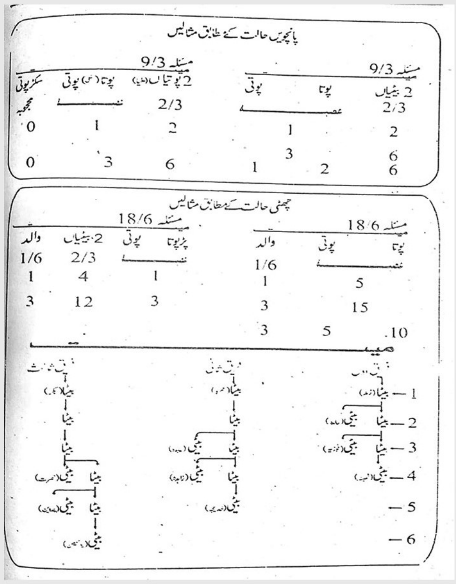

پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 9/3

2 بیٹیاں	پوتا	پوتی
2/3	عصبہ	
2	1	
6	3	
6	2	1

مسئلہ 9/3

2 پوتیاں	پوتا	پوتی	سگی پوتی
2/3	عصبہ		محجوبہ
2	1		0
6	3		0

چھٹی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 18/6

پوتا	پوتی	والد
عصبہ		1/6
5		1
15		3
10	5	3

مسئلہ 18/6

پڑپوتا	پوتی	2 بیٹیاں	والد
عصبہ		2/3	1/6
1		4	1
3		12	3

میت

مذکورہ بالا مسئلہ تشبیب کے ہر فریق میں تین درجے ہیں۔

1۔علیا 2۔وسطی 3۔سفلی

فریق اول کی علیا (خالدہ) کے مقابلہ میں فریق ثانی اور فریق ثالث سے کوئی لڑکی نہیں ہے۔اور فریق اول کی وسطی (فوزیہ) کے مقابلہ میں فقط فریق ثانی کی علیا (عابدہ) ہے اور فریق اول کی سفلی (ثمینہ) کے مقابلہ میں فریق ثانی کی وسطی (زاہدہ) ہے۔ اور فریق ثالث کی علیا (نصرت) ہے اور فریق ثانی کی سفلی (خدیجہ) کے مقابلہ میں فریق ثالث کی وسطی (پروین) ہے اور فریق ثالث کی سفلی (یاسمین) کے مقابلہ میں کسی فریق کی کوئی مونث نہیں ہے۔

سوال۔ اہل فرائض کے نزدیک مسئلہ تشبیب کیا ہے اس کی وضاحت کریں؟

مسئلہ تشبیب کی تعریف

جواب۔

اہل فرائض اس مسئلہ کو مسئلہ تشبیب کا نام دیتے ہیں کہ جو مختلف درجوں کی پوتیوں پر مشتمل ہو تشبیب کے لغوی معنی ہیں ایسے شعر کہنا جن میں ممدوح کے حسن وجمال کا ذکر ہو۔قرب ووصال کا تذکرہ ہو شاعر حضرات مدحیہ قصیدوں کی ابتداء تشبیبی اشعار سے کیا کرتے ہیں۔تاکہ سامع کے ہوش وحواس کو انتشاری حالت سے نکال کر ان کو مجتمع کرلیا جائے اور ذہن کو قوت ملے پھر بعد میں شاعر حضرات تشبیبی اشعار سے اپنے اصل مقصد کی طرف آتے ہیں اور ممدوح کے اوصاف وخصائل کا تذکرہ کرتے ہیں۔تشبیبی اشعار سے اصل مقصد سامع کے منتشر ہوش وحواس کو جمع کرکے ذہن کو قوت دینا ہوتا ہے جسے اہل فرائض مسئلہ تشبیب کہتے ہیں یہ مسئلہ بھی طلباء کی توجہ کو یکجا کرتا ہے اور طلباء کو سننے اور پڑھنے کا مشتاق بناتا ہے۔

مسئلہ تشبیب کا مقصد

مسئلہ تشبیب دراصل ایک سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ پوتی کے حالات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب اوپر والے درجہ میں میت کی دو بیٹیاں موجود ہوں تو پوتیاں جائیداد سے مجوب ہوجاتی ہیں۔تو اگر میت کی فقط پوتیاں ہی متعدد درجوں میں ہوں تو ان میں تقسیم جائیداد کا کیا طریقہ ہوگا یہ وہ سوال ہے جس کا مسئلہ تشبیب میں جواب دیا گیا ہے۔

مسئلہ تشبیب میں تقسیم میراث

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد اب ملاحظہ ہو تقسیم میراث۔

اگر متوفی احمد علی کا کوئی بیٹا (زید،عمرو،بکر) موجود نہ ہو تو متوفی کی کل جائیداد کا نصف (1/2) فریق اول کی علیا (خالدہ) کو ملے گا کیونکہ خالدہ کے علاوہ اس درجہ میں میت کی کوئی دوسری پوتی اور پوتا موجود نہیں ہے اور متوفی کی کل جائیداد کا سدس (1/6) فریق اول کی وسطی (فوزیہ) اور فریق ثانی کی علیا (عابدہ) کو ملے گا (کہ جسے آپس میں برابر تقسیم کرلیں گی) بشرطیکہ اس درجہ میں کوئی پوتا موجود نہ ہو تاکہ ثلثان مکمل ہوجائے اور اس سے نچلے درجہ کی پوتیاں مجوب ہوں گی جو کل چھ ہیں (ثمینہ،زاہدہ ،نصرت،خدیجہ،پروین اور یاسمین) ہاں اگر سدس (1/6) پانے والی پوتیوں کے درجہ سے نیچے کسی درجہ کی پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی موجود ہو تو پھر وہ پوتا اپنے درجہ کی پوتیوں اور اس درجہ سے اوپر کی پوتیوں کو عصبہ بنادے گا۔اور ان کے درمیان تقسیم جائیداد اس طرح ہوگی کہ میت کے پوتوں کو دوگنا اور میت کی پوتیوں کو اکہرا ملے گا۔اور اس پوتے سے نیچے والی تمام پوتیاں مجوب ہوں گی۔

• سگی بہنیں:

½نصف:	اگر ایک حقیقی بہن ہو تو۔	(مثال: بہن، چچا۔ کل مسئلہ: ۲۔ بہن ا، چچا ا)
2/3 ثلثین:	اگر ایک سے زائد ہو تو۔	(مثال: بہن، بہن، چچا۔ کل مسئلہ: ۳۔ بہن ا، بہن ا، چچا ا)
عصبہ:	حقیقی بھائی کے ساتھ ۲:۱ کے تناسب سے عصبہ بنیں گی۔	(مثال: بھائی، بہن، بہن۔ کل مسئلہ: ۴۔ بھائی ۲، بہن ا، بہن ا)
عصبہ مع البنات:	میت کی بیٹی پوتی یا پڑپوتی کے ساتھ سگی بہن ہو، تو عصبہ بنے گی۔	(مثال: بیٹی، پوتی، بہن۔ کل مسئلہ: ٦۔ بیٹی ۳، پوتی ا، بہن ۲)
مجوب:	بیٹا پوتا (نرینہ اولاد) اور باپ دادا کی موجودگی میں بہن مجوب ہوتی ہے	(مثال: بیٹا، بہن، بہن۔ کل مسئلہ: ا۔ بیٹا ا، بہنیں: مجوب)

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 2 — میت

سگی بہن	چچا
1/2	عصبہ
1	1

مسئلہ 2 — میت

سگی بہن	بھتیجا
1/2	عصبہ
1	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3 — میت

2 سگی بہنیں	چچا
2/3	عصبہ
2	1

مسئلہ 3 — میت

2 سگی بہنیں	بھتیجا
2/3	عصبہ
2	1

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3 — میت

سگی بہن	سگا بھائی
عصبہ	عصبہ
1	2

مسئلہ 28/4 — میت

5 سگی بہنیں	سگا بھائی	بیوی
عصبہ	عصبہ	1/4
3		1
21		7

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 2 — میت

بیٹی	سگی بہن
1/2	عصبہ
1	1

مسئلہ 8 — میت

پوتی	سگی بہن	بیوی	چچا
1/2	عصبہ	1/8	محجوب
4	3	1	0

پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 1 — میت

سگی بہن	بیٹا
محجوبہ	عصبہ
0	1

مسئلہ 1 — میت

سگی بہن	دادا
محجوبہ	عصبہ
0	1

• باپ شریک بہنیں:

½نصف:	اگر ایک علاتی بہن ہو اور سگی بہن نہ ہو۔	(مثال: باپ شریک بہن، چچا۔ کل مسئلہ:۲۔ باپ شریک بہن:۱، چچا:۱)
2/3 ثلثین:	اگر ایک سے زائد علاتی بہن ہو اور سگی بہن نہ ہو۔	(مثال: دو باپ شریک بہنیں، چچا۔ کل مسئلہ:۳۔ ہر باپ شریک بہن کو:۱، چچا:۱)
1/6 سدس:	علاتی بہن کے ساتھ صرف ایک حقیقی بہن ہو تو علاتی کو سدس ملے گا۔	(مثال: باپ شریک بہن، حقیقی بہن، چچا۔ کل مسئلہ:۶۔ باپ شریک بہن ۱، حقیقی بہن ۳، چچا ۲)
عصبہ:	علاّتی بھائیوں کے ساتھ ۲:۱ کے تناسب سے عصبہ بنیں گی۔	(مثال: بہن، بہن، باپ شریک بہن، باپ شریک بھائی۔ کل مسئلہ:۹۔ ہر بہن کو ۳، باپ شریک بہن ۱، باپ شریک بھائی ۲)
عصبہ مع البنات:	علاتی بہن کے ساتھ میت کی بیٹیاں پوتیاں نیچے تک کوئی بھی ہو تو یہ ان کے ساتھ عصبہ بنیں گی۔	(مثال: بیٹی، باپ شریک بہن۔ کل مسئلہ:۲۔ بیٹی ۱، باپ شریک بہن ۱)
محجوب:	۱۔ دو یا زائد حقیقی بہنیں ہوں تو علاتی محجوب ہوتے ہیں ۲۔ باپ دادا یا نرینہ اولاد موجود ہو تو، علاتی بہن بھائی محجوب ہوتے ہیں۔ ۳۔ میت کا حقیقی بھائی ہو تو علاتی بہن محجوب ہوتی ہیں۔ ۴۔ حقیقی بہن عصبہ بن کر موجود ہو تو، علاتی محجوب ہوتی ہے۔	(مثال: حقیقی بھائی، باپ شریک بھائی، باپ شریک بہن۔ کل مسئلہ: ۱۔ باپ شریک بھائی اور باپ شریک بہن دونوں محجوب)

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 2 — میت

علی بہن	چچا
1/2	عصبہ
1	1

مسئلہ 4 — میت

علی بہن	بیوی	بھتیجا
1/2	1/4	عصبہ
2	1	1

مسئلہ 4 — میت

علی بہن	بیوی	چچا
1/2	1/4	عصبہ
2	1	1

مسئلہ 2 — میت

علی بہن	بھتیجا
1/2	عصبہ
1	1

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3 — میت

2 علی بہنیں	چچا
2/3	عصبہ
2	1

مسئلہ 21/7/6 — میت

3 علی بہنیں	خاوند	بھتیجا
2/3	1/2	عصبہ
4	3	0
12	9	0

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 4/6 — میت

علی بہن	سگی بہن
1/6	1/2
1	3

مسئلہ 12/4/6 — میت

سگی بہن	3 علی بہنیں
1/2	1/6
3	1
9	3

چوتھی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3 — میت

علی بہن	2 سگی بہنیں	چچا
مجحوبہ	2/3	عصبہ
0	2	1

مسئلہ 33/11/12 — میت

علی بہن	3 سگی بہنیں	بیوی
مجحوبہ	2/3	1/4
0	8	3
0	24	9

پانچویں حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3 — میت

علی بہن	علی بھائی
عصبہ	عصبہ
1	2

مسئلہ 18/6 — میت

علی بہن	علی بھائی	اخیافی بھائی
عصبہ	عصبہ	1/6
5		1
15		3
5	10	3

چھٹی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 2 — میت

علی بہن	بیٹی
عصبہ مع الغیر	1/2
1	1

مسئلہ 8 — میت

بیوی	علی بہن	بیٹی
1/8	عصبہ مع الغیر	1/2
1	3	4

• ماں:

1/6 سدس:	جب دو میں سے ایک بھی شرط پائی جائے تو سدس ملے گا ۱۔ میت کے کوئی بھی دو بھائی بہن (حقیقی یا اخیافی یا علاتی) موجود ہوں۔ ۲۔ میت کی اولاد (نیچے تک کوئی بھی) موجود ہو تو۔	(مثال: ماں، بیٹا، بیٹی۔ کل مسئلہ: ۱۸۔ ماں ۳، بیٹا ۱۰، بیٹی ۵)
ثلث مابقی (بقیہ مال کا ایک تہائی):	ماں کے ساتھ میت کا باپ ہو اور زوج یا زوجہ ہو تو ذوی الفروض کو دینے کے بعد بقیہ کا ایک تہائی ماں کو ملے گا۔ (طرفین کے نزدیک باپ کی جگہ دادا ہو تو کل مال کا ثلث ملے گا۔ کما مر)	(مثال: ماں، باپ، شوہر۔ کل مسئلہ: ۶۔ ماں ۱، باپ ۲، شوہر ۳)
ثلث (کل مال):	اگر پہلی دو صورتیں نہ ہوں تو۔	(مثال: ماں، چچا۔ کل مسئلہ: ۳۔ ماں ۱، چچا ۲)

پہلی حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 6 / میت

والدہ	بیٹا
1/6	عصبہ
1	5

مسئلہ 12/6 / میت

والدہ	2 سگے بھائی
1/6	عصبہ
1	5
2	10

دوسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 3 / میت

والدہ	باپ
1/3	عصبہ
1	2

مسئلہ 3 / میت

والدہ	چچا
1/3	عصبہ
1	2

تیسری حالت کے مطابق مثالیں

مسئلہ 6 / میت

خاوند	والدہ	باپ
1/2	1/3 ما بقی	عصبہ
3	1	2

مسئلہ 4 / میت

بیوی	والدہ	باپ
1/4	1/3 ما بقی	عصبہ
1	1	2

• جدّہ صحیحہ (دادی یا نانی)

تعریف: وہ جدّہ (دادی یا نانی) جسکی میت کی طرف نسبت کرنے میں نانا کا واسطہ نہ آئے، اسے جدّہ صحیحہ کہتے ہیں۔ جیسے میت کے باپ کی ماں (دادی) یا میت کی ماں کی ماں (نانی)۔

1/6 سدس:	ایک یا زائد ہوں، ایک درجے میں مساوی ہوں، قرب و بعد نہ ہو۔	(مثال: دادی، نانی، چچا۔ کل مسئلہ: ۱۲، دادی ۱، نانی ۱، چچا ۱۰)
مجحوب:	۱۔ باپ کی موجودگی میں دادی مجحوب ۲۔ ماں کی موجودگی میں دادی اور نانی دونوں مجحوب۔ ۳۔ دادا کی موجودگی میں فقط اسی درجے کی نانی دادی کے علاوہ اوپر کی تمام دادیاں ساقط ہوں گی۔ ۴۔ قریب والی جدہ دور والی کو ساقط کرے گی، خواہ قریب والی خود وارث نہ بنے۔	(مثال: بیٹا، باپ، دادی۔ کل مسئلہ: ۶، بیٹا ۵، باپ ۱، دادی مجحوب)

<u>دو قرابت والی دادیاں:</u> دو قرابت والی جدّہ ایک قرابت والی کے ساتھ ہو تو، عند الامام ابی یوسف افراد ہی کا اعتبار ہو گا اور دو جہت والی بھی اس سدس میں برابر کی شریک ہو گی۔ (مفتٰی بہ بھی یہی ہے)۔ جبکہ امام محمد جہات کا اعتبار کرتے ہوئے دو جہت والی کو دُگنا دینے کا فتویٰ دیتے تھے۔

سوال : اگر میت کے پسماندگان سے ایسی دو جدات صحیحہ پائی جائیں کہ ان میں سے ایک جدہ تو میت کے ساتھ فقط ایک قرابت رکھتی ہو۔ (جیسے ام ام الاب یعنی باپ کی نانی) لیکن دوسری جدہ میت کے ساتھ دو یا دو سے زائد قرابتیں رکھتی ہو (جیسے ام ام الام یعنی والدہ کی نانی اور یہی خاتون ام اب الاب بھی ہے یعنی والد کی دادی بھی ہے) تو ایسی صورت میں قرابتوں کا لحاظ کیا جائے گا۔ یا نہیں کیا جائے گا؟

جواب : مذکورہ بالا صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ قرابتوں کا لحاظ نہ کیا جائے بلکہ ابدان کا لحاظ کرتے ہوئے ان دونوں جدات میں جائیداد برابر تقسیم کیا جائے یعنی جتنی جائیداد دو قرابتوں والی جدہ کو ملے گی اتنی ہی جائیداد ایک قرابت والی جدہ کو ملے گی۔ لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ جہات قرابت کا لحاظ کیا جائے یعنی جتنی جائیداد ایک قرابت والی جدہ کو ملے گی اس سے دوگنی جائیداد، دو قرابت رکھنے والی جدہ کو ملے گی۔ اگر کسی میت کی دیگر اصحاب فرائض کے علاوہ دو جدات بھی ہوں کہ ان میں سے ایک جدہ تو ایک قرابت رکھتی ہو اور دوسری جدہ دو قرابتیں رکھتی ہو۔ تو ایسی صورت میں جدات کیلئے حاصل شدہ سدس (1/6) کو تین حصوں میں تقسیم کرلیا جائے گا۔ ان تین حصوں میں سے ایک حصہ پہلی جدہ (جس جدہ کو میت کے ساتھ ایک قرابت حاصل ہے) کو دیا جائے اور باقی دو حصے دوسری جدہ (جس جدہ کو میت کے ساتھ دو قرابتیں حاصل ہیں) کو دیئے جائیں میت کے ساتھ ایک قرابت اور دو قرابتیں رکھنے والی جدات کی مثال۔

میت

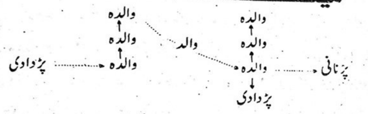

مذکورہ بالا مثال کی وضاحت یہ ہے کہ ایک عورت (سکینہ) نے اپنے پوتے (سعید) کا نکاح اپنی نواسی (حمیدہ) سے کردیا ان میں ایک بچہ (احمد) پیدا ہوا۔ جس عورت (سکینہ) نے اپنے پوتے (سعید) اور نواسی (حمیدہ) کا نکاح کیا تھا۔ وہ عورت (سکینہ) اس نومولود بچے (احمد) کے والد کی جہت سے پڑدادی بنتی ہے۔ اور بچے (احمد) کی والدہ کی جہت سے پڑنانی بنتی ہے۔ والدہ (حمیدہ) یہ دو قرابتوں والی جدہ ہے اس جگہ ایک ایسی عورت (کوثر) بھی ہے جس نے اپنی بیٹی (تسنیم) کا نکاح پہلی عورت (سکینہ) کے بیٹے (ناصر) کے ساتھ کردیا تھا اور اس دوسری عورت کی بیٹی (تسنیم) سے ایک لڑکے (سعید) نے جنم لیا جو کہ پہلی عورت (سکینہ) کا پوتا ہے اور نومولود بچے (احمد) کا باپ ہے (یہی نومولود بچہ بعد میں میت بننے والا ہے۔) یہ دوسری عورت (کوثر) میت کی پڑدادی بنی۔ یہ ایک قرابت والی جدہ ہے وضاحت ملاحظہ ہو

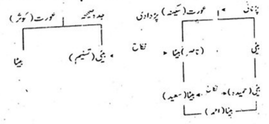

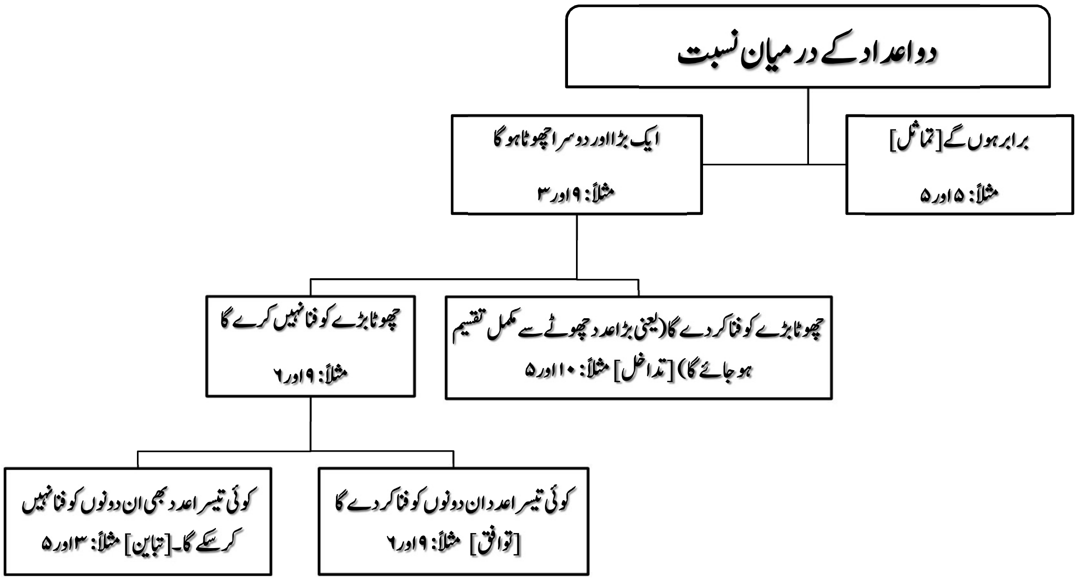

عصبات کا بیان:

عصبات: وہ وارث جو تنہا ہونے کی صورت میں سارا مال لے لیں۔ اور اگر ذوالفرض کے ساتھ ہوں تو، ذو الفرض کو دینے کے بعد بقیہ مال کے حقدار ہوں۔
مثلاً: بیٹا، بھائی

نوٹ:

i. عصبات اگر خونی رشتہ سے ہوں تو «نسبی» جبکہ آزاد شدہ غلام کے مولی ہوں تو «سببی» کہلاتے ہیں۔
ii. عصبہ نسبی کی تین قسم کے ہیں۔ بنفسہٖ، بغیرہٖ، مع غیرہٖ

عصبات بنفسہٖ: جو اپنے عصبہ ہونے میں دوسرے کا محتاج نہ ہو بلکہ بذاتِ خود عصبہ ہو۔

عصبات بغیرہٖ: جو اپنے عصبہ ہونے میں دوسرے عصبہ کا محتاج ہو۔

عصبات مع غیرہٖ: جو اپنے عصبہ ہونے میں کسی ایسے کا محتاج ہو، جو خود عصبہ نہ ہو۔

عصبات بنفسہٖ:

(جو اپنے عصبہ ہونے میں دوسرے کا محتاج نہ ہو بلکہ بذاتِ خود عصبہ ہو۔)

عصبات بنفسہٖ		
۱	جزءِ میت	بیٹا، پوتا، پڑپوتا، نیچے تک۔
۲	اصلِ میت	باپ، دادا، پڑدادا، اوپر تک۔
۳	جزءِ اب المیت	میت کے باپ کا جزء یعنی سگا بھائی، باپ شریک بھائی، سگے بھائی کے بیٹے (بھتیجے) نیچے تک، علاتی بھائی کے بیٹے نیچے تک۔
۴	جزءِ جدِّ المیت	میت کے دادا کا جزء یعنی حقیقی چچا، علاتی چچا، علاتی چچا کی مذکر اولاد۔

عصبات بنفسہٖ سے متعلق اہم نکات:

i. **اقرب یعنی قریبی** کی موجودگی میں دور کا عصبہ **محجوب** ہو جائے گا۔

ii. اقرب کی ترتیب کی رعایت کے بعد اوپر دیے گئے **۴ درجات کا لحاظ** کیا جائے گا۔ **پہلی قسم** کے ہوتے ہوئے بقیہ تین اقسام محجوب ہوں گی۔ دوسری کے ہوتے ہوئے تیسری اور چوتھی، اور علیٰ ہٰذا القیاس۔

iii. تیسری وجہ ترجیح **قرابت کی تعداد** ہے۔ دو قرابت والا عصبہ (مثلاً : سگا بھائی) ایک قرابت والے عصبہ (مثلاً: باپ شریک بھائی) کے مقابلہ میں زیادہ حقدار اور مقدّم ہو گا۔ اس میں مرد و عورت کی بھی تخصیص نہیں ہے۔ مثلاً حقیقی بہن (دو قرابت والی) جب بیٹی کے ساتھ عصبہ بنے تو ایک قرابت والے باپ شریک بھائی پر مقدّم ہو گی۔

عصبات بغیرہٖ:

جو اپنے عصبہ ہونے میں دوسرے عصبہ کا محتاج ہو۔
ان کا مصداق وہ عورتیں ہیں جو نصف (1/2) اور ثلثان (2/3) حصہ رکھتی ہیں۔ مثلاً بیٹی، پوتی، سگی بہن، باپ شریک بہن۔ جن کی ایک حالت یہ ہے کی جب کسی عصبہ مثلاً بھائی کے ساتھ آجائیں تو عصبہ بن جاتی ہیں۔
نوٹ: وہ عورتیں جو مذکورہ عورتوں کے علاوہ ہیں۔ مثلاً: پھوپھی تو وہ اپنے بھائی (میت کے چچا) کی موجودگی میں عصبہ نہیں بنے گی۔ کہ ان کا اصل میں کوئی حصہ مقرر نہیں ہے۔

عصبات مع غیرہٖ:

جو اپنے عصبہ ہونے میں کسی ایسے کا محتاج ہو، جو خود عصبہ نہ ہو۔
مثلاً : حقیقی اور علاتی بہن جب بیٹی کے ساتھ آئیں تو، اِجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ کے تحت انہیں عصبہ بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ بیٹی خود عصبہ نہیں ہے۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

عصبات سببیہ :

(عصبات کی بنیادی دو اقسام میں سے دوسری قسم)

i. مولٰی العتاقہ (آزاد کرنے والے آقا) کو عصبہ سببی کہتے ہیں۔

ii. عصباتِ نسبی کی موجودگی میں یہ محجوب ہوتے ہیں۔

iii. اگر عصبہ سببی فوت ہوگیا ہو، تو اس کے عصبات کو دیا جائے گا۔ لیکن عصبہءِ سببی کے صرف عصبات بنفسہٖ وارث ہوتے ہیں۔

iv. عورت رشتہ دار بھی عصباتِ سببیہ کی عدم موجودگی میں ولاء کی حقدار بنتی ہے۔ جسکی آٹھ صورتیں سراجی کے متن میں مذکور ہیں۔

• حُجب (محجوب ہونا):

حجب دو اقسام پر ہے۔

i. **حجب نقصان:** ایک وارث دوسرے کو مکمل محجوب نہ کرے۔ صرف اس کا حصہ کم ہو۔ مثلاً: شوہر میت (بیوی) کی اولاد کی موجودگی میں ربع پاتا ہے اور عدم موجودگی میں نصف پاتا ہے۔ تو اولاد کی وجہ سے شوہر میں حجب حرمان متحقق ہوا۔ ایسا ہی بیوی، ماں، پوتی، علاتی بہن میں ہوتا ہے۔

ii. **حجب حرمان:** اولاً؛ قریبی رشتہ دار دور والے کو محجوب کرتا ہے (مثلاً: بیٹا، بھائی کو محجوب کرتا ہے)

ثانیاً؛ جو رشتہ دار کسی اور کے واسطے سے میت سے واسطہ رکھتا ہے۔ اس واسطے کی موجودگی میں وہ رشتہ دار محجوب ہو گا۔ مثلاً: بیٹا، پوتے کو محجوب کرتا ہے۔ استثناء: ماں شریک بھائی ماں کی وجہ سے محروم نہیں ہوتا۔

<u>**نوٹ: وہ فریق جسے کبھی بھی حجب حرمان لاحق نہیں ہوتا، وہ چھ رشتے ہیں: ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، شوہر، بیوی**</u>

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

محروم اور محجوب میں فرق:۔

جس شخص کی وجہ سے کسی وارث کا حصہ کم یا ختم ہو جائے، اسے حاجب اور جسکا حصہ کم یا ختم ہوا ہے اسے **محجوب** کہتے ہیں۔
جبکہ جو شخص موانع اِرث (قتلِ مُورث، غلامی، اختلافِ دین اور اختلافِ دار) کی وجہ سے وراثت سے روک دیا جائے، اسے **محروم** کہتے ہیں۔

کیا محروم اور محجوب، دوسرے وارث کے لئے حاجب بن سکتے ہیں؟

i. محجوب شخص بالاتفاق حاجب بن سکتا ہے۔ مثلاً: دو بھائی کہ باپ کی وجہ سے خود محجوب ہوں گے، لیکن ماں کیلیئے حاجب ِنقصان بھی ہوں گے۔
ii. محروم شخص ہمارے نزدیک حاجب نہیں بن سکتا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ حاجبِ نقصان ہو گا۔ مثلاً کسی نے معاذاللہ کافر بیٹا چھوڑا تو آپ کے نزدیک اس شوہر کا حصہ نصف کی جگہ ربع ہو گا۔

(عول) اور (رد) کیا ہے؟

ابتداءً اصلِ مسئلہ یا مخرج بنا کر جب ورثاء کو حصہ دیئے جاتے ہے تو

۱۔ کبھی ان حصوں کا مجموعہ اصل مسئلہ سے بڑھ جاتا ہے۔ اس کو **عول** کا مسئلہ کہتے ہیں۔
۲۔ اور اس کے برعکس اگر مجموعہ ءِ سہام کل مسئلہ یا مخرج سے کم ہو تو اضافی حصوں کو ذوی الفروض پر لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس کو **رد** کا مسئلہ کہتے ہیں۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

• عول کے اصول:

۱۔ مخرج کو بڑھا کر مجموعہ سہام کے برابر کر دیا جائے۔اب پہلا مخرج ساقط الاعتبار ہو گا،سارے احکام میں عول کو دیکھا جائے گا۔

۲۔ بنیادی مخارج (۲۔۳۔۴۔۶۔۸۔۱۲۔۲۴) میں سے صرف 6 , 12 اور 24 میں عول ہوتا ہے۔باقی میں عول نہیں ہوتا۔

۳۔ ۶ (چھ) کا عول ۱۰ (دس) تک ہوتا ہے۔طاق اور جفت دونوں اعداد میں۔

مثالیں:۔شوہر اور ۲ سگی بہنیں۔شوہر، سگی بہن اور ماں۔شوہر، دو سگی بہنیں اور دو اخیافی بہنیں۔شوہر، دو سگی بہنیں، دو اخیافی بہنیں اور ماں۔

۴۔ ۱۲ (بارہ) کا عول ۱۷ (سترہ) تک ہوتا ہے۔صرف طاق عدد میں۔یعنی ۱۳، ۱۵، ۱۷۔

مثالیں:۔بیوی، اخیافی بہن اور دو سگی بہنیں۔ بیوی، دو اخیافی بہنیں اور دو سگی بہنیں۔ بیوی، دو اخیافی بہنیں، دو سگی بہنیں اور ماں۔

۵۔ ۲۴ (چوبیس) کا عول صرف ۲۷ (ستائیس) ہوتا ہے۔
مثال: مسئلہ منبریہ (وجہِ تسمیہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر کئے گئے سوال کے جواب میں اسی وقت ارشاد فرمادیا تھا)۔
اس مسئلہ کے ورثاء :۔بیوی، دو بیٹیاں، باپ، ماں۔

ذوی الفروض پر رد:

ذوی الفروض کو دینے کے بعد اگر کوئی حصے بچتے ہیں اور عصبات نہ ہوں تو وہ حصے ذوی الفروض پر لوٹا دیئے جاتے ہیں۔ اسے رد کہتے ہیں۔

رد کے اصول:

۱۔ رد، زوجہ اور زوج (ذوی الفروض سببی) پر نہیں ہوتا۔ اسی لئے انہیں مَنْ لَایُرَدُّ عَلَیہ کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ ذوی الفروض نسبی ہوتے ہیں اور انہیں مَنْ یُرَدُّ عَلَیہ کہا جاتا ہے۔

۲۔ اگر کسی مسئلہ میں احدُالزوجین (مَنْ لَایُرَدُّ عَلَیہ) کے سوا کوئی اور وارث نہ ہو، تو بچے ہوئے حصے ذوی الارحام کو دے دیئے جائیں۔

۳۔ رد کے ۴ قواعد ہیں۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

	مَنۡ یُرَدُّعَلَیہ	مَنۡ لَا یُرَدُّ عَلَیہ	مخرج کس سے بنے گا؟
۱	ایک جنس ہوں	نہ ہوں	من یرد علیہ کے عدد رؤوس سے۔۔۔مثال: دو بیٹیاں۔۔یا۔۔چار دادیاں
۲	ایک سے زائد جنسیں ہوں	نہ ہوں	من یرد علیہ کے عدد سہام کے مجموعہ سے۔۔۔مثال: بیٹی، اخیافی بہن، ماں
۳	ایک جنس ہوں	موجود ہوں	من لا یرد علیہ کے سہام سے مخرج بنا جائے گا، اس مخرج سے احد الزوجین کو دے کر باقی من یرد علیہ کو دیا جائے گا۔ باقی عدد من یرد علیہ پر پورے تقسیم ہو جائیں تو فبہا۔ اگر نہ ہوں تو تباین کی صورت میں من یرد علیہ کے عددِ رؤوس کو اصلِ مسئلہ میں ضرب دے دیں۔ اور تداخل و توافق کی صورت میں عددِ رؤوس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں۔ مثال: شوہر، ۳ بیٹیاں
۴	متعدد اجناس ہوں	موجود ہوں	دو مخرج بنیں گے۔ i. پہلا مخرج من لا یرد علیہ (احد الزوجین) کے سہام سے بنے گا۔ اس سے من لا یرد علیہ کا حصہ دے کر باقی کو محفوظ کر لیا جائے۔ ii. دوسرا مخرج من یرد علیہ کا بنے گا۔ قائدہ نمبر ۲ کے مطابق۔ iii. پھر عدد محفوظ اگر من یرد علیہ پر تقسیم ہو جائے تو فبہا۔ (مثلاً: بیوی، دادی، دو اخیافی بہنیں) اگر نہ ہوں تو مخرج ثانی کے مجموعہءِ سہام کو مخرج اول میں اور اس کے سہام میں۔ اور عددِ محفوظ کو مخرج ثانی میں اور اس کے سہام میں ضرب دیں۔ نتیجہ میں ہر وارث کا جو بھی حصہ آئے اسے ایک مسئلہ بنا کر لکھ دیں۔ اس فائنل مسئلہ میں اصل مسئلہ مضروبہ مخرج اول بنے گا۔ مثلاً: بیوی، دو بیٹیاں، دادی۔

تصحیح کیا ہے اور کیوں کی جاتی ہے؟

تصحیح سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے ہر فریق (یعنی :وارث رشتہ مثلاً بیٹے) کے ہر فرد کا حصہ بلا کسر پورا پورا (whole number) نکل سکے۔ اس طرح سمجھنے اور عمل کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور اعشاریہ (decimal) میں نتائج نہیں آتے۔

- **اُصولِ تصحیح:**

تصحیح کے چھ اُصول ہیں جنہیں ایک جامع طریقہ کار میں بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

(i) جس فرق (ایک ہوں یا زائد) پر حصہ ٹوٹ رہا ہے ان میں سب سے پہلے (اوپر نیچے یعنی) رؤوس و سہام کے مابین نسبت دیکھی جائے گی۔
اگر سہام اور رؤوس میں تباین ہو تو۔ کُل عدد رؤس کو محفوظ کر لیں۔
اگر سہام اور رؤوس میں تداخل یا توافق ہو تو عدد رؤوس کا وفق محفوظ کر لیں۔

(ii) دوسرے نمبر پر محفوظ عدد کو اصل مسئلہ یا عول میں ضرب دیں اور محفوظ عدد متعدد ہوں تو ان کے ذو اضعاف اقل (LCM) کو اصل مسئلہ / عول میں ضرب دیں، حاصل ضرب تصحیح ہو گی۔

<u>نوٹ:</u>
تصحیح کو حاصل کرنے کے لئے جس عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا ہے اس کو ورثاء کے پہلے سے حاصل شدہ سہام میں بھی ضرب دیں گے۔ اب حاصلِ ضرب ایسا عدد ہو گا جس سے کسی بھی فریق پر کسر واقع نہیں ہو گا۔

تخارج کابیان

اگر کوئی وارث ترکہ میں سے کچھ متعین مال لے کر باقی مال پر اپنا حق چھوڑ دے تو دو شرطوں کے ساتھ یہ جائز ہے اور اسے تخارج کہتے ہیں۔

(i) تمام ورثاء اس پر راضی ہیں۔

(ii) کچھ لے کر اپنا حق چھوڑے۔ اگر بغیر لئے صرف پر کہہ دے کہ میں نے اپنا حق چھوڑا تو یہ نہ تخارج ہو گا اور نہ ایسا کہنے سے اس کا حق باطل ہو گا۔

- **تخارج کا مسئلہ کیسے بنے گا؟**

(۱) سب سے پہلے عام اُصولوں کے مطابق مسئلہ بنایا جائے۔

(۲) پھر جو وارث متخارج ہو اُسے کالعدم مان کر اسے ملنے والے سہام، مخرج (اصل مسئلہ) سے منہا کر کے باقی سہام باقی وارثین کو دے دیے جائیں مثلاً: شوہر یہ کہے کہ میرے ذمہ جتنا دَین مہر ہے اس کے عوض میں نے باقی مال میں اپنا حق چھوڑا۔ تو

اصل مسئلہ: 6-3=3

شوہر	ماں	چچا
نصف	ثلث	عصبہ
(3)	2	1

مناسخہ:

اگر کسی میت کے ورثاء میں ابھی تک ترکہ تقسیم نہیں ہوا اور اسی دوران کسی وارث کا انتقال ہو جائے تو اس فوت شدہ وارث (میت ثانی) کے حصہ میں آنے والا ترکہ اب اس (میت ثانی) کے ورثاء کا حق ہے۔ اس طرح کے مسئلہ کو مناسخہ کہتے ہیں۔

نوٹ: اس میں مزید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک سے زائد ورثاء تقسیمِ ترکہ سے قبل انتقال کر گئے ہوں اور وہ مختلف درجوں میں بھی ہو سکتے ہیں۔

• مسئلہ مناسخہ کیسے حل کیا جائے؟

اس کے چند Steps / درجے ہیں۔

(1) میتِ اول کا مکمل مسئلہ بنایا جائے (اسے تصحیح اول کہتے ہیں)

(2) میتِ ثانی کو میت اوّل (یا اس سے پہلے ہونے والی میّتوں) سے جو بھی سہام ملنے تھے انہیں "مافی الید" قرار دیا جائے۔

(3) پھر میت ثانی کا مکمل مسئلہ بنایا جائے اسے تصحیح ثانی کہتے ہیں۔

(4) اب تصحیح ثانی اور مافی الید میں نسبت دیکھی جائے گی۔

(i) اگر دونوں میں تماثل ہو تو مزید کسی عمل کی حاجت نہیں۔

(ii) اگر دونوں میں تباین ہو تو دونوں کے مکمل عدد کو محفوظ کر لیا جائے۔

(iii) اگر دونوں میں توافق یا تداخل ہو تو دونوں کے عددِ وفق کو محفوظ کر لیا جائے۔

صورت نمبر (ii) اور (iii) یعنی توافق و تباین کی صورت میں:

اب ہمارے پاس 2 عدد محفوظ ہوں گے: ایک تصحیح ثانی کا محفوظ دوسرا مافی الید کا محفوظ۔

(5) اب دو عمل باقی رہے۔

(i) تصحیح ثانی کے محفوظ کو تصحیح اول میں اور اُوپر کے تمام زندہ ورثاء کے سہام میں ضرب دیا جائے۔

(ii) مافی الید کے محفوظ کو میت ثانی کے وارثین کے سہام میں ضرب دیا جائے۔

نوٹ:

اگر میت اول یا ثانی کے مزید کسی وارث کا انتقال (قبل از تقسیم ترکہ) ہو جائے تو مذکورہ بالا طریقہ ہی سے مسئلہ حل ہو گا۔ صرف اس بات کا خیال رہے کہ ہر نئی میت کو میت ثانی کی طرح دیکھا جائے اور حل کیا جائے جبکہ اس سے پہلے آنے والی تمام میّتوں کو مجموعی طور پر میت اوّل کی طرح حل کیا جائے۔

مثال: بہارِ شریعت حصہ ۲۰، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، ص ۵۱۳ اور مسلسل ص ۱۱۵۸، پر ملاحظہ فرمائیں

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

ذوی الارحام کا بیان

بعض نسبی رشتہ دار نہ ذوالفرض بنتے ہیں اور نہ ہی عصبہ، اُنہیں ذوی الارحام کہا جاتا ہے، مثلاً: ماموں، خالہ، نواسہ، نواسی وغیرہ۔
نوٹ: ذوی الفروض نسبی یا عصبات میں سے کوئی بھی موجود ہوں تو ذوی الارحام کو حصہ نہیں ملتا۔

- ذوی الارحام کا حصہ اگر بنتا ہو تو درجِ ذیل طریقہ پر بنے گا:

(i) **بقیہ مال:** ذوی الفروض سببی (یعنی احد الزوجین) کے ساتھ بقیہ مال۔
(ii) **کُل مال:** جب یہ اکیلے ہوں اور ان کے ساتھ احد الزوجین نہ ہوں۔

ذوی الارحام کی چار اصناف:

(1) جزءِ میت	یعنی بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد نیچے تک۔
(2) اصلِ میت	یعنی اجدادِ فاسدین اور جداتِ فاسدات اوپر تک۔
(3) جزءِ اصلِ قریب	یعنی بہنوں کی اولاد اور بھائیوں کی بیٹیاں نیچے تک۔
(4) جزءِ اصلِ بعید	یعنی پھوپھیاں، ماموں، خالائیں اور ان کی اولاد۔

ان چاروں اصناف میں ترتیب ہے۔ یعنی
(i) پہلی صنف کا کوئی فرد موجود ہو تو بقیہ تمام اصناف محجوب ہوں گی۔
(ii) دوسری صنف کا کوئی فرد موجود ہو تو تیسری اور چوتھی صنف محجوب ہو گی۔
(iii) جبکہ تیسری صنف کا کوئی فرد موجود ہو تو چوتھی صنف محجوب ہو گی۔

ذوی الارحام کی اصناف کی مزید تفصیلات

صنف اول:

اگر صنف اول میں ایک سے زائد افراد موجود ہوں تو ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے درجِ ذیل دو اسباب ہیں۔

(۱) قربِ درجہ

(۲) ولدیتِ وارث (یعنی وہ شخص جو کسی وارث یعنی ذوالفرض یا عصبہ سے بلاواسطہ اتصال رکھے)

قربِ درجہ: یعنی ترجیح کا پہلا سبب میت سے رشتہ میں اس ذو رحم کا کم وسائط والا ہوتا ہے لہٰذا نواسی ہو تو پوتی کی بیٹی محجوب ہوگی (نواسی کی میت کی طرف نسبت کرنے میں ایک واسطہ ہے جبکہ پوتی کی بیٹی کے دو واسطے ہیں لہٰذا نواسی کو ترجیح ہوگی)

ولدیتِ وارث: پہلی وجہ ترجیح میں مرجحہ قرار پانے والے افراد میں سے بعض اگر ولدِ وارث ہوں اور بعض ولدِ ذی رحم ہوں تو ولدِ وارث کو ترجیح ہوگی اور ولدِ ذی رحم محجوب ہوں گے۔ لہٰذا پوتی کی اولاد کی موجودگی میں نواسی کی اولاد محجوب ہوگی۔

نوٹ: اگر مذکورہ دو اُصول کے مطابق حاصل ہونے والے درجۂ مرجّحہ میں ایک سے زائد افراد ہوں تو اب تقسیم ترکہ کے مزید چار قواعد ہیں۔ (جن کو مُفصّل کُتب میں بیان کیا گیا ہے جہاں سے ضرورت پڑنے پر دیکھے جاسکتے ہیں)

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

صنف ثانی:

صنف ثانی میں ایک سے زائد افراد ہونے کی صورت میں وجہِ ترجیح صرف ایک ہے یعنی **قربِ درجہ** (مثلاً باپ کا نانا، نانی کے نانا کے مقابلے میں ترجیح پائے گا) اس سے حاصل ہونے والے افراد اگر متعدد ہوں تو پھر مزید تین قواعد لگیں گے جو کہ مفصل طور پر سراجی اور اس کی شروحات سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

صنف ثالث:

صنف ثالث میں وجہ ترجیح کے دو اسباب ہیں۔

(۱) قربِ درجہ **(۲) ولدیتِ وارث**

قرب درجہ کی مثال: بھتیجی اور بھانجے کے بیٹے میں مقابلہ ہو تو مال صرف بھتیجی کو ملے گا اور بھانجے کا بیٹا محجوب ہوگا۔

ولدیتِ وارث کی مثال: بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا ساتھ ہوں تو مال صرف بھتیجے کی بیٹی کو ملے گا۔

پھر اگر ان دو قواعد کی روشنی میں حاصل ہونے والے افراد متعدد ہوں تو ان کو دو مزید قواعد کی روشنی میں حل کیا جائے گا جو کہ سراجی اور دیگر مفصل کتبِ میراث میں دیکھے جاسکتے ہیں

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

صنف رابع:

میں دوطرح کی وجوہاتِ ترجیح ہیں۔

- **اولًا:** صنف رابع میں ایک سے زائد افراد موجود ہوں اورسب صرف ماں کی طرف سے ہوں یاباپ کی طرف سے تو ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے تین سبب ہیں۔

(۱)قربِ درجہ : پھوپھی کی بیٹی ہو توچاچاکی نواسی مجوب ہو گی۔

(۲)قوتِ قرابت: درجۂ مرجحہ میں بھی ایک سے زائد افراد ہوں توان میں سگے کو علاتی اور اخیافی پراورعلاتی کو اخیافی پر ترجیح دی جائے گی مثلاً سگی خالہ ہوتو اخیافی وعلاتی خالہ مجوب ہو گی۔

(۳)ولدیتِ وارث: اگر درجہ اور قوتِ قرابت میں ایک سے زائد افرادبرابرہوں توپھر ولدِ وارث کو ولدِ ذی رحم پر ترجیح ہو گی مثلاً سگے چچا کی بیٹی ہوتو سگی پھوپھی کی بیٹی مجوب ہو گی۔

(جاری ہے۔۔۔)

پھر اگر مذکورہ بالا تینوں وجوہاتِ ترجیح سے حاصل ہونے والے افراد بھی متعدد ہوں توان کے درمیان چار قواعد کی روشنی میں مال تقسیم کیاجائے گا(اولاً، وہی چار جو کہ صنف اول میں ہوتے ہیں)

- **ثانیاً:** صنف رابع میں ایک سے زائد افراد موجود ہوں اوراُن میں سے کچھ باپ کی طرف سے اورکچھ ماں کی طرف سے ہوں توان میں ترجیح کے دوسبب ہیں۔

(۱)قربِ درجہ : مثلاً ماموں کا بیٹاہو توچچاکانواسہ مجوب ہو گا۔

(۲)ولدیتِ وارث :یعنی قربِ درجہ میں برابر افراد میں سے جو ولدِوارث ہو گا (مثلاً ماں کی نانی کا بیٹا)وہ ولدِ ذی رحم(مثلاًباپ کے نانا کے بیٹے)پر ترجیح پائے گا۔

نوٹ: صنف رابع میں وجوہاتِ ترجیح کے بیان میں سراجی میں قوتِ قرابت اور ولدیت وارث کو معتبر نہیں قرار دیا گیا لیکن فتاویٰ رضویہ (جلد۱۰ صفحہ ۵۱۵) اور مسبوط، تنویر اور کنز کے مطابق صحیح اور معتمد قانون یہ ہے کہ اختلافِ جہت کی صورت میں (یعنی جب بعض افراد ماں کی طرف سے ہوں اور بعض باپ کی طرف سے ہوں)توولدیت وارث سے ترجیح ہے۔

مذکورہ بالادو قواعد کی روشنی میں حاصل ہونے والے افراد میں تقسیمِ مال کے بھی چند مزید اُصول ہیں جو کہ مفصل کتبِ علمِ میراث سے وقتِ ضرورت دیکھے جاسکتے ہیں۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

خُنثٰی کی میراث:

خنثٰی کی تعریف اور اقسام:

جس کے فرج وذکر دونوں ہوں وہ خنثٰی ہے۔ پھر اگر وہ صرف ذکر سے پیشاب کرے تو اسے لڑکا مانا جائے گا اور صرف فرج سے کرے تو لڑکی مانا جائے گا اور دونوں سے کرے تو جس سے پہلے کرے اُس کا اعتبار ہو گا اور اگر دونوں سے ایک ساتھ کرے تو وہ **خنثٰی مشکل موقوف** ہے۔

پھر اگر بالغ ہونے پر مرد کی کوئی علامت ظاہر ہو تو اسے مرد مانا جائے گا اور اگر عورت کی کوئی علامت ظاہر ہو تو اسے عورت مانا جائے گا۔

اگر عورت یا مرد کی کوئی بھی علامت ظاہر نہ ہو یا دونوں طرح کی علامتیں ظاہر ہوں تو وہ **خنثٰی مشکل محکم** ہے۔ جس کو فرج نہ ہو نہ ذکر وہ **مُلحق بالخنثٰی** ہے۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

❖ خنثٰی کی میراث کا مسئلہ:

اگر ورثہ میں کوئی خنثی مشکل یا ملحق بالخنثی ہو تو۔۔

(۱) دو مسئلے بنائے جائیں گے، ایک اُسے مرد مان کر اور ایک عورت مان کر۔

(۲) پھر دونوں مسئلوں کی تجنیس کی جائے گی تاکہ موازنہ کیا جاسکے کہ کس صورت میں اس کا حصہ کم بنتا ہے اور وہی صورت اختیار کی جائے گی۔

تجنیس کیا ہے؟:

دو حصوں (fractions) میں موازنہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اُن کا مخرج (denominator) برابر ہو۔ تجنیس کا عمل اسی مقصد کے لئے کیا جاتا ہے۔

اس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ:

(۱) اگر دونوں مخرجوں میں تباین ہو تو ہر ایک مخرج کے کُل کو دوسرے مخرج اور اس کے سہام میں ضرب دیا جائے۔

(۲) اور اگر دونوں مخرجوں میں توافق یا تداخل ہو تو ہر ایک مخرج کے وِفق کو دوسرے مخرج کے کُل اور اس کے سہام میں ضرب دیا جائے۔

اس طرح دونوں مسئلے مساوی ہو جائیں گے اور یہ واضح ہو جائے گا کہ خنثٰی کا مسئلہ کس مسئلہ میں کم ہے۔

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri

مثلاً : درج ذیل مسئلہ میں خنثیٰ کو مؤنث والا حصہ ملے گا۔

مسئلہ:4x5 تجنیس=20(مذکر مان کر)

بیٹا	بیٹی	ولد خنثیٰ
2	1	2
x4	x4	x4
8	4	8

مسئلہ:5x4 تجنیس=20(مؤنث مان کر)

بیٹا	بیٹی	ولد خنثیٰ
2	1	1
x5	x5	x5
10	5	5

جبکہ مردوالا حصہ ملنے کی صورت یہ ہے کہ

مسئلہ=6 4x6 تجنیس=24 (برتقدیر مذکر)

ماں	شوہر	اخیافی بھائی	باپ کا ولد خنثیٰ
1	3	1	1
x4	x4	x4	x4
4	12	4	4

مسئلہ=6 عول 8 3x8 تجنیس =24 (برتقدیر مونث)

ماں	شوہر	اخیافی بھائی	باپ کا ولد خنثیٰ
1	3	1	3
x3	x3	x3	x3
3	9	3	9

نوٹ:6اور8 میں توافق بالنصف ہے جبکہ 6کا وفق 3اور8کا وفق 4ہے۔

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

تیسری صورت محجوب کرنے والی ہے

مسئلہ :۲ (مذکر مان کر)

سگے بھائی کا بیٹا	سگے بھائی کا ولد خنثیٰ
1	1

مسئلہ :۱ (مونث مان کر)

سگے بھائی کا بیٹا	سگے بھائی کا ولد خنثیٰ
1	محجوب

نوٹ: یہاں بلا تجنیس ہی محجوب کرنے والی صورت کو اختیار کیا جائے گا کیونکہ یہی سب سے کم ہے۔

حمل کی میراث

ورثاء میں سے اگر کوئی بچہ ابھی حمل میں ہو اور اس کی پیدائش مسئلۂ میراث پر اثر انداز ہوئی تو اس سے متعلق چند اُصول ہیں۔

(ا) حمل کی کم سے کم مدت 6 ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت 2 سال ہیں۔
جو بچہ مورث کی موت سے چھ ماہ تا دو سال کے اندر پیدا ہوا وہ بھی وارث ہو گا اور جو دو سال کے بعد پیدا ہوا وہ وارث نہیں ہو گا۔

(۲) اگر میت کی زوجہ حمل سے ہو تو موتِ میت سے دو سال تک پیدا ہونے والا بچہ وارث ہو گا جبکہ عورت نے عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو ۔دوسری صورت یہ ہے کہ عورت نے انقضاءِ عدت کا اقرار کیا ہو مگر اس اقرار کے چھ ماہ کے اندر بچے کی ولادت ہو گئی تو وہ بچہ بھی وارث ہو گا۔

(۳) اگر میت کے غیر کا حمل ہو (یعنی زوجۂ میت کا نہ ہو) تو وارث بننے کے لئے صرف چھ ماہ یا اس سے کم والی مدت معتبر ہے۔

(۴) اگر بچہ دورانِ ولادت انتقال کر گیا تو وارث ہو گا بشرطیکہ سیدھا پیدا ہونے کی صورت میں پورا سینہ نکلنے تک زندہ تھا اور الٹا پیدا ہونے کی صورت میں ناف نکلنے تک زندہ تھا۔

یاد رہے! سیدھا پیدا ہونے سے مراد یہ ہے کہ پہلے سر نکلا پھر باقی بدن۔ مرنے والا بچہ اگر مذکورہ بالا اُصولوں کے مطابق وارث ٹھہرتا ہے تو اسے اس کا حصہ پہنچ کر اس کا متروکہ ٹھہرے گا پھر اس کے وارثوں میں تقسیم ہو گا۔

(۵) تقسیم ترکہ کے وقت حمل میں کتنے بچے مان کر حصہ موقوف کیا جائے؟ نیز انہیں مذکر مان کر کیا جائے یا مؤنث مان کر؟
اس سوال کے جواب میں ائمہ کا اختلاف ہے اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق ایک بیٹے اور ایک بیٹی جتنا حصہ رکھنے کا ذکر ہے۔

مفقود کی میراث

جو آدمی گم جائے /لاپتہ ہوجائے اوراس کی زندگی اور موت کے بارے میں کوئی علم نہ ہو تو اسے مفقود کہتے ہیں۔

❖ مفقود کا مسئلۂ میراث

(۱) مفقود جب تک مفقود رہے گا اس کا مال اُس کے ورثاء میں تقسیم نہیں ہو گا اور نہ ہی وہ دوسروں کے مال میں وارث ہو گا۔اگر اس کا کوئی مورث انتقال کر جائے تو اس کے مال سے مفقود کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا۔

مختصراً،مفقود اپنے مال کے حق میں زندہ اور دوسرے کے مال کے حصہ میں مردہ ہے۔

(۲) مفقود اگر زندہ واپس آجائے تو اس کے لئے جو حصے اس کی غیر حاضری میں محفوظ کئے گئے تھے اسے دے دیئے جائیں گے۔

(۳) مفقود اگر واپس نہ آئے اوراس کی عمر پورے ستر سال ہوجائے تو قاضیٔ شرع اس کی موت کا حکم دے گا۔اب اس کا اپنا مال اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا لیکن صرف ان ورثاء کو جو موت کا حکم دیتے وقت زندہ ہوں۔

(۴) اگر مفقود کے لئے کسی دوسری میت (مورث)کا حصہ محفوظ رکھا ہوا تھا اوراب قاضی نے اس کی موت کا حکم دے دیا تو اس صورت میں وہ مال اُسی مورث(میت) کے ان وارثوں میں تقسیم ہو گا جو اُس میت کی موت کے وقت زندہ تھے۔

مفقود کا مسئلہ میراث بنانے کا طریقہ

(۱) اگر کوئی وارث مفقود ہو تو دو مسئلے بنائیں جائیں گے۔

ایک مسئلہ مفقود کو زندہ مان کر۔

اور ایک مسئلہ مفقود کو مردہ مان کر۔

(۲) پھر جو وارث کسی بھی ایک صورت میں محجوب ہو اُسے فی الحال کچھ نہ دیا جائے گا۔

مثلاً ورثاء میں بیٹا(مفقود)،بیوی اور سگا بھائی چھوڑا تو سگے بھائی کو فی الحال کچھ نہیں ملے گا کیونکہ مفقود بیٹے کو زندہ ماننے کی صورت میں سگا بھائی محجوب ہو گا۔

(۳) پھر دونوں مسئلوں میں تجنیس کا عمل کیا جائے گا(تجنیس کا طریقہ خنثیٰ کی میراث کے مسئلہ میں مذکور ہے)تجنیس کے بعد جس وارث کا حصہ دونوں صورتوں میں برابر ہو اس کو دے دیا جائے گا اور جس وارث کا حصہ کم وبیش بنتا ہو اسے کم حصہ دیا جائے اور باقی کو محفوظ رکھا جائے

ABUL LAYTH MUHAMMAD TAHIR QADRI

مثلاً

مسئلہ:4x2 تصحیح 7x8 تجنیس=56 (مفقود کو زندہ مان کر)

شوہر	سگی بہن	سگی بہن	سگا بھائی (مفقود)
1	1		
x4	x4		
x7	x7=28		
28	7	7	14

مسئلہ:6 عول 8x7 تجنیس 56 (مفقود کو مردہ مان کر)

شوہر	سگی بہن	سگی بہن
3	4	
3	2	2
x8	x8	x8
24	16	16

مرتد کی میراث کا بیان

مرتد کی تعریف: جو شخص دینِ اسلام سے پھر جائے اُسے مرتد کہتے ہیں۔

مرتد کے احکام:

مسئلہ ۱: مرتد کسی وارث نہیں ہوتا نہ مسلمان کا نہ کافر اصلی کا اور نہ ہی کسی دوسرے مرتد کا البتہ پوری آبادی کے سب لوگ اگر مرتد ہو جائیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

مسئلہ ۲: مرتد پر اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ مہلت طلب کرے تو تین دن کی مہلت دی جائے گی اگر اسلام لے آئے تو ٹھیک ورنہ سلطانِ اسلام اُسے قتل کر دے گا البتہ اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اُسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اُسے قید کیا جائے گا یہاں تک کہ اسلام لائے یا مر جائے۔

مسئلہ ۳: مرتد اگر بحالتِ ارتداد مر جائے یا قتل ہو جائے یا دارالحرب چلا جائے اور قاضی اُس کے لئے یہ حکم کر دے کہ دارالحراب جا ملا (گویا کہ وہ مر گیا) تو اب اُس کا مال اُس کے مسلمان ورثہ میں درجِ ذیل تفصیل کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

- مرتد مرد نے جو مال بحالت اسلام کمایا ہو وہ اُس کے مسلمان ورثہ کو ملے گا اور جو مال بحالتِ ارتداد حاصل کیا وہ بیت المال میں رکھا جائے گا اور مصالح مسلمین میں صرف کیا جائے گا اور دارالحرب چلے جانے کے بعد جو اُس نے کمایا وہ بالاتفاق فیئ ہے اُسے بھی بیت المال میں رکھا جائے گا۔
- مرتدہ کا مال اُس کے مسلمان ورثہ کو ملے گا خواہ ارتداد سے پہلے کا ہو یا بعد کا۔

قیدی کا بیان

<u>قیدی (اسیر) کی تعریف:</u> اسیر سے مراد وہ مسلمان ہے جسے کفار قیدی بنا کر دارالحرب لے گئے ہوں۔

<u>اسیر کے احکام:</u>

مسئلہ ۱: قیدی جب تک اپنے دین پر قائم رہے گا اُس کا حکم اور مسلمانوں ہی کی طرح رہے گا یعنی وہ اپنے مورثین کا وارث بھی بنے گا اور اپنے وارثین کے لئے مورث بھی بنے گا۔

مسئلہ ۲: قیدی اگر معاذاللہ مرتد ہو جائے تو اُس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے اور ردّت کی بنا پر حکمِ موت اس وقت ثابت ہو گا جب قضائے قاضی ہو چکے۔

مسئلہ ۳: اگر قیدی کا مرتد ہونا معلوم نہ ہو اور نہ اُس کی موت وحیات کا علم ہو تو اُس پر مفقود کے احکام جاری ہوں گے۔

ایک ساتھ ڈوب کر، جل کر یا دب کر فوت ہو جانے والوں کا حکم

عمارت گر جانے ،آگ لگ جانے ، ہوائی جہاز گر جانے یا کسی بھی حادثے کی صورت میں اگر چند رشتہ دار ایک ساتھ انتقال کر جائیں یا انتقال تو ایک ساتھ نہ کریں مگر یہ معلوم نہ ہو کہ کون پہلے مرا اور کون بعد میں تو حکم یہ ہے کہ اُن میں سے کوئی کسی کا وارث نہیں ہو گا اور ہر ایک کا مال اُس کے زندہ ورثہ میں حسبِ قواعدِ میراث تقسیم کیا جائے گا مثلاً دو بھائی ایک ساتھ انتقال کر گئے اور دونوں نے ایک ایک بیٹی،ماں اور ایک چچا وارث چھوڑے ہوں اور دونوں کے پاس 90،90 دینار تھے تو ہر ایک کے ترکے سے ماں کو 15،15 دینار، ہر بیٹی کو 45،45 دینار اور چچا کو 30،30 دینار ملیں گے۔

﴿تمّت بحمد اللہ﴾

نوٹس : ۸ مارچ ۲۰۱۹ء بمطابق ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ
پریزینٹیشن: ۳۱جولائی ۲۰۲۰ء بمطابق ۹ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۴۱ھ

مأخوزاز :
المختصر المعروف :السراجیۃ فی المیراث
الشرح الناجی فی حلِّ السراجی (مفتی فاروق خاصخیلی)،
تعلیم المیراث (المدینۃ العلمیہ)،
علم المیراث (مفتی احمد یارخان نعیمی)

Abul Layth Muhammad Tahir Qadri